بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

681

سورۃ النساء (4)

آیت نمبر (36 تا 37)

﴿وَاعۡبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشۡرِكُوۡا بِهٖ شَيۡـًٔـا وَّ بِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا وَّ بِذِى الۡقُرۡبٰى وَالۡيَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِيۡنِ وَالۡجَارِ
ذِى الۡقُرۡبٰى وَالۡجَارِ الۡجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالۡجَـنۡۢبِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِ ۙ وَمَا مَلَـكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا
يُحِبُّ مَنۡ كَانَ مُخۡتَالًا فَخُوۡرَا ۙ ۝۳۶ اۨلَّذِيۡنَ يَبۡخَلُوۡنَ وَيَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبُخۡلِ وَيَكۡتُمُوۡنَ مَاۤ اٰتٰٮهُمُ
اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ‌ ؕ وَاَعۡتَدۡنَا لِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابًا مُّهِيۡنًا‌ ۝۳۷ ۚ﴾

ج	و	ر

(ن) — جَوْرًا — (1) کسی چیز سے ہٹ جانا۔ گمراہ ہونا۔ بھٹک جانا۔
(2) کسی چیز کے قریب ہونا۔ پڑوسی ہونا۔ حمایتی ہونا۔

جَآئِرٌ — اسم الفاعل ہے۔ بھٹکنے والا۔ ﴿وَعَلَى اللّٰهِ قَصۡدُ السَّبِيۡلِ وَمِنۡهَا جَآئِرٌ ؕ﴾ (16/النحل:9)
''اور اللہ پر یعنی اُس تک معتدل راہ ہے اور کوئی اس سے بھٹکنے والا ہے۔''

جَارٌ — اسم صفت ہے۔ پڑوسی۔ حمایتی۔ ﴿لَا غَالِبَ لَـكُمُ الۡيَوۡمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّىۡ جَارٌ لَّـكُمۡ‌ ۚ﴾
(8/الانفال:48) ''کوئی غالب آنے والا نہیں تم پر آج کے دن لوگوں میں سے اور میں تمہارا حمایتی ہوں۔''

(افعال) — اِجَارَۃً — (1) کسی کو کسی سے دور کرنا۔ بچانا۔ (2) قریب کرنا۔ پناہ دینا۔ ﴿فَمَنۡ يُّجِيۡرُ الۡـكٰفِرِيۡنَ مِنۡ عَذَابٍ اَلِيۡمٍ ۝۲۸﴾ (67/الملک:28) ''تو کون بچائے گا کافروں کو ایک دردناک عذاب سے۔''

(مفاعلہ) — جِوَارًا — کسی کے پڑوس میں رہنا۔ ﴿ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوۡنَكَ فِيۡهَاۤ اِلَّا قَلِيۡلًا ۝۶۰ۛۚ﴾ (33/الاحزاب:60)
''پھر وہ لوگ تمہارے پاس نہیں رہیں گے اس میں یعنی مدینہ میں مگر تھوڑے دن۔''

(تفاعل) — تَجَاوُرًا — ایک دوسرے کے قریب ہونا۔ متصل ہونا۔

مُتَجَاوِرٌ — اسم الفاعل ہے۔ ایک دوسرے کے قریب ہونے والا۔ ﴿وَفِى الۡاَرۡضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ﴾
(13/الرعد:4) ''اور زمین میں ایک دوسرے کے قریب قطعات ہیں۔''

(استفعال) — اِسۡتِجَارَۃً — پناہ مانگنا۔ ﴿وَاِنۡ اَحَدٌ مِّنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ اسۡتَجَارَكَ فَاَجِرۡهُ حَتّٰى يَسۡمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبۡلِغۡهُ مَاۡمَنَهٗ ؕ﴾ (9/التوبۃ:6) ''اور اگر مشرکوں میں سے کوئی ایک پناہ مانگے تم سے تو اس کو پناہ دو یہاں تک کہ وہ سنے اللہ کے کلام کو پھر اس کو پہنچا دو اس کے امن کی جگہ میں۔''

ف	خ	ر

(ن) — فَخۡرًا — فخر کرنا۔

فَخُوۡرٌ — فَعُوۡلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بے انتہا فخر کرنے والا۔ اترانے والا۔ آیت زیر مطالعہ۔

فَخَّارٌ — فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بہت فخر کرنے والا۔ پھر استعارۃً پانی رکھنے کے مٹکے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ﴿خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ صَلۡصَالٍ كَالۡفَخَّارِ ۝۱۴ۙ﴾ (55/الرحمٰن:14) ''اس نے پیدا کیا انسان کو ایسی مٹی سے جو ٹھیکرے کی طرح بجتی تھی۔''

(تفاعل) تَفَاخُرًا ایک دوسرے پر فخر کرنا۔﴿ وَتَفَاخُرٌۢ بَیْنَکُمْ ﴾ (57/الحدید:20)''اور تمہارا ایک دوسرے پر فخر کرنا''

ترکیب

اِحْسَانًا فعل محذوف اَحْسِنُوْا کا مفعول مطلق ہے، جبکہ بِالْوَالِدَیْنِ اور بِذِی الْقُرْبٰی سے مَامَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ تک متعلق فعل ہیں۔یَکْتُمُوْنَ کا مفعول مَا ہے۔

ترجمہ

وَاعْبُدُوا	اللّٰہَ	وَلَا تُشْرِکُوْا	بِہٖ	شَیْئًا	وَّ بِالْوَالِدَیْنِ
اور تم لوگ بندگی کرو	اللہ کی	اور شریک مت کرو	اس کے ساتھ	کچھ بھی	اور (حسن سلوک کرو) والدین سے

اِحْسَانًا	وَّ بِذِی الْقُرْبٰی	وَالْیَتٰمٰی	وَالْمَسٰکِیْنِ
جیسا حسن سلوک کا حق ہے	اور قرابت داروں سے	اور یتیموں سے	اور مسکینوں سے

وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی	وَالْجَارِ الْجُنُبِ	وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ	وَابْنِ السَّبِیْلِ ۙ
اور رشتہ دار پڑوسی سے	اور دوری والے پڑوسی سے	اور پہلو کے ساتھ رہنے والے سے	اور مسافروں سے

وَمَا	مَلَکَتْ	اَیْمَانُکُمْ ۭ	اِنَّ اللّٰہَ	لَا یُحِبُّ	مَنْ
اور اس سے جس کے	مالک ہوئے	تمہارے داہنے ہاتھ	یقیناً اللہ	پسند نہیں کرتا	اس کو جو

کَانَ	مُخْتَالًا	فَخُوْرَا ۙ﴿۳۶﴾	الَّذِیْنَ	یَبْخَلُوْنَ	وَیَاْمُرُوْنَ
ہو	تکبر کرنے والا	اترانے والا	وہ لوگ جو	کنجوسی کرتے ہیں	اور ترغیب دیتے ہیں

النَّاسَ	بِالْبُخْلِ	وَیَکْتُمُوْنَ	مَآ	اٰتٰھُمُ	اللّٰہُ	مِنْ فَضْلِہٖ ۭ
لوگوں کو	کنجوسی کی	اور چھپاتے ہیں	اس کو جو	دیا ان کو	اللہ نے	اپنے فضل سے

وَاَعْتَدْنَا	لِلْکٰفِرِیْنَ	عَذَابًا مُّھِیْنًا ۚ﴿۳۷﴾
اور ہم نے تیار کیا	کافروں کے لیے	ایک رسوا کرنے والا عذاب

نوٹ۔1

اِن آیات میں اصل ہدایت حقوق العباد کی ہے لیکن بات کی ابتداء حقوق اللہ سے کی گئی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ برادری یا سوسائٹی کے دباؤ سے اور حکومت کے قوانین سے بچنے کی کوئی راہ انسان تلاش کر ہی لیتی ہے۔کسی کو دوسروں کا حق ادا کرنے کے لئے حقیقتاً اگر کوئی چیز آمادہ کرسکتی ہے تو صرف اللہ کے سامنے جوابدہی کا خوف ہے۔اس لئے دوسروں کا حق ادا کرنے کی تاکید سے پہلے اس احساس کو اُجاگر کیا گیا ہے۔

جس کے دل میں یہ احساس پیدا ہو گیا ہے اسے سب سے پہلے یہ فکر لاحق ہوتی ہے کہ کن لوگوں کا ہم پر حق بنتا ہے، جو ہمیں ادا کرنا ہے۔آیت میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔اس ضمن میں وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ کے الفاظ غور طلب ہیں۔اس کے لفظی معنی ہیں، ہم پہلو ساتھی یعنی ہمنشین۔یہ بہت ہمہ گیر لفظ ہے۔اس میں بیوی بچے، دیگر اہل خانہ اور قریبی پڑوسی کے علاوہ وہ لوگ بھی شامل ہیں جن سے کاروبار، ملازمت، سفر اور بازار میں خرید و فروخت کے دوران ہمیں واسطہ پڑتا ہے۔اسی طرح آج کل غلام نہیں ہوتے لیکن ان کی جگہ گھریلو ملازمین کے حقوق آجاتے ہیں کیونکہ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ کا اطلاق ان پر بھی ہوتا ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے تمام لوگوں کے ہم پر کیا حقوق ہیں۔اس کے لیے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک اصولی راہنمائی دے گئے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ دوسروں کے لیے بھی وہی پسند کرو جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو۔اس اصول کے تحت ہر شخص آسانی سے معلوم کرسکتا ہے کہ دوسروں کے اس پر کیا حقوق ہیں؟ البتہ چند تعلقات کے کچھ پہلوؤں کی اس اصول سے پوری طرح وضاحت نہیں ہوتی۔مثلاً ایک شوہر بیوی بن کر نہیں سوچ سکتا کہ وہ اپنے لیے کیا پسند کرتی ہے، نہ ہی بیوی شوہر بن کر سوچ سکتی ہے۔ ایک بچہ جب تک خود باپ نہ بن جائے، اس وقت تک وہ نہیں سوچ سکتا کہ ایک والد کیا پسند کرتا ہے۔تعلقاتِ باہمی کے ایسے پہلوؤں کی وضاحت قرآن مجید اور احادیث میں کردی گئی ہے۔

اللہ کے بعد بندوں کا حق آتا ہے لیکن ہماری آخرت کے بننے یا بگڑنے کے لحاظ سے بندوں کا حق زیادہ خطرناک ہے۔ کیونکہ اللہ کے حقوق میں کوتاہی سچی توبہ کرنے سے معاف ہوجاتی ہے۔حد یہ ہے کہ بندہ اگر شرک سے بھی سچی توبہ کرلے تو وہ بھی معاف ہوجائے گا۔لیکن کسی بندے کا حق اللہ بھی معاف نہیں کرے گا جب تک بندہ نہ معاف کرے۔اور بندوں سے معاف کرانا بھی صرف اس دنیا میں ممکن ہے۔آخرت میں کوئی کسی کو معاف نہیں کرے گا۔

بندوں میں سب سے مقدم حق والدین کا ہے، اس لیے اس کے متعلق ہدایات زیادہ ہیں۔والدین اگر مشرک ہوں اور شرک کا حکم دیں تو ان کی بات نہیں ماننی ہے لیکن اس کے باوجود ان سے بدتمیزی کرنے کی اجازت نہیں ہے اور نہ ان کی خدمت میں کوئی کمی کرسکتے ہیں۔(آیت نمبر۔31/لقمان:15)۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا کہ اس کی ناک خاک آلود ہو جس نے والدین کو یا ان میں سے کسی ایک کو بوڑھا پایا اور جنتی نہ ہوگیا۔(مسلم)۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ جو چاہتا ہے کہ اس کے رزق اور عمر میں برکت ہو، اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے(بخاری ومسلم)۔والدین کی فرمانبرداری یہاں تک کہ اگر آپ نفل نماز پڑھ رہے ہیں اور ان میں سے کوئی آپ کو آواز دیتا ہے تو آپ نیت توڑ کر جائیں، ان کی بات سنیں، کوئی کام ہو تو اسے کر کے پھر نماز پڑھیں۔

ہم لوگوں میں اکثریت کا تاثر یہ ہوتا ہے کہ ہم تو لوگوں کے حقوق کا خیال کرتے ہیں اور حتی الامکان ادا بھی کرتے ہیں اور حتی الامکان ادا بھی کرتے ہیں لیکن دوسرے لوگ اس کا خیال نہیں کرتے۔نوٹ کرلیں کہ ویسے تو صبر کرنا اچھی بات ہے لیکن اس مرحلے پر خاموشی اختیار کرنا درست نہیں ہے۔کیونکہ آپ دوسروں کی آخرت کی خرابی کو گوارہ کر رہے ہیں۔حالانکہ آپ کو اپنی آخرت کی خرابی گوارا نہیں ہے۔اب سوال یہ ہے کہ ایسی صورت میں ہم کیا کریں؟ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے کہ تم لوگ دعوت دو اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت سے یعنی مناسب اور موزوں موقع محل دیکھ کر، اور اچھی نصیحت سے یعنی انسان کی ذہنی سطح کے مطابق دل لگتی بات کہہ کر، اور اگر کبھی بحث ومباحثہ کرنا ہی پڑ جائے تو ان لوگوں سے مباحثہ کرو خوبصورت انداز میں کیونکہ غصہ کرنے سے اور دوسروں کو برا بھلا کہنے سے تمہاری بات کی وقعت ختم ہوجاتی ہے۔(16/النحل:125)۔اسلیے ادائیگی حقوق میں اگر کسی کی کوتاہی ہمارے علم میں آئے تو اسے آگاہ کردینا چاہیے۔معاشرے میں یہ روش عام ہوگی تو کوئی ہماری کوتاہی سے ہم کو آگاہ کرے گا۔اگر سب نے خاموشی اختیار کرنے کی روش اپنالی تو حق تلفیوں کا دائرہ وسیع ہوتا جائے گا۔اور معاشرے کا حسن جاتا رہے گا۔

دوسروں کو ان کی کوتاہی سے آگاہ کرنے کے لیے جس احسن طریقے کی مذکورہ آیت میں ہدایت ہے، اس کی عملی تفسیر کی جانب ایک حدیث سے راہنمائی ملتی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان، مسلمان کا آئینہ ہے۔اب غور کریں کہ آئینہ کیا کرتا ہے۔آپ کے سر یا چہرے پر، جہاں آپ کی نظر نہیں جاتی، اگر کوئی ناپسندیدہ چیز لگی ہوئی ہے، تو آئینہ آپ کو آگاہ کردیتا ہے۔

آئینہ کا دوسرا کام یہ ہے کہ آپ کی ناپسندیدہ چیز سے وہ نہ صرف آپ کو آگاہ کرتا ہے بلکہ آپ کے علاوہ کسی اور کو کبھی نہیں بتاتا۔ آئینہ کا تیسرا کام یہ ہے کہ اس کی بتائی ہوئی چیز کو اگر آپ خود سے دور نہیں کرتے یعنی آئینہ کا مشورہ قبول نہیں کرتے تو وہ آپ سے ناراض نہیں ہوتا' نہ وہ کسی سے آپ کی شکایت کرتا ہے اور نہ ہی آپ سے قطع تعلق کرتا ہے بلکہ اپنا کام جاری رکھتا ہے۔ احسن طریقے سے دوسروں کی اصلاح کرنے کے یہ تین اصول ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو دے گئے ہیں۔ جتنا زیادہ ہم اس پر عمل کریں گے۔ اتنا ہی معاشرے کے حسن میں اضافہ ہوگا۔

681

دوسروں کی اصلاح اسی کو زیب دیتی ہے جس نے خود اپنی اصلاح کرلی ہو۔ اس کے لیے رسول ﷺ کا فرمان ہے کہ اپنے رویہ کو دوسرے کے رویہ کا تابع مت بناؤ، جو تمہارا حق مارتا ہے تم اس کا حق ادا کرو، کوئی تم پر ظلم کرتا ہے تو اس کے ساتھ تم ظلم مت کرو۔ (تفہیم القرآن۔ تفسیر آیت نمبر۔ 13/ الرعد: 22)

آیت نمبر (38 تا 42)

﴿ وَ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ
لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ۟ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَ كَانَ
اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ۟ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَ اِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَ يُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ
اَجْرًا عَظِيْمًا ۟ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۟ يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ۟ ﴾

ق ر ن

(س)	قَرْنًا	دو یا دو سے زیادہ چیزوں کا باہم جمع ہونا۔ اکٹھا ہونا۔ جڑنا۔
	قَرِيْنٌ	ج قُرَنَاءُ۔ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہر وقت جڑا رہنے والا۔ ساتھی۔ ہم نشین۔ ﴿ وَ قَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ ﴾ (41/ حٰمٓ السجدہ: 25) ''اور ہم نے تعینات کیے ان کے لیے کچھ ساتھی۔''
	قَرْنٌ	ج قُرُوْنٌ۔ زمانہ۔ ایک سو سال جمع ہونے کا عرصہ۔ پھر ایک زمانے میں ساتھ رہنے والے لوگوں کے لیے آتا ہے۔ امت۔ جماعت۔ ﴿ وَ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۟ ﴾ (6/ الانعام: 6) ''اور ہم نے اُٹھایا ان کے بعد ایک دوسری امت کو۔'' ﴿ وَ لَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ ﴾ (10/ یونس: 13) ''اور ہم ہلاک کر چکے ہیں تم سے پہلے قوموں کو جب انہوں نے ظلم کیا۔''
	قَرْنَيْنِ	یہ قَرْنٌ کا تثنیہ ہے۔ ذُو الْقَرْنَيْنِ کا مطلب ہے دو زمانوں یا دو قوموں والا۔ قرآن میں یہ ایک بادشاہ کے نام (اسم علم) کے طور پر آیا ہے۔ ﴿ وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ؕ ﴾ (18/ الکہف: 83) ''یہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے ذوالقرنین کے بارے میں۔''
	قَارُوْنَ	حضرت موسیٰؑ کی امت کے ایک سرمایہ دار کا نام ہے۔ ﴿ اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۠ ﴾ (28/ القصص: 76) ''بیشک قارون موسیٰؑ کی قوم میں سے تھا پھر اس نے بغاوت کی ان سے یعنی قوم سے۔''
(افعال)	اِقْرَانًا	دو یا زیادہ چیزوں کو اکٹھا کرنا۔ باندھنا۔
	مُقْرِنٌ	اسم الفاعل ہے۔ باندھنے والا۔ ﴿ سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۟ ۙ ﴾

(43/الزخرف:13)''پاک ہے وہ جس نے مسخر کیا ہمارے لیے اس کو اور ہم نہیں تھے اس کو باندھنے والے یعنی قابو پانے والے۔''

(تفعیل) **تَقْرِيْنًا** خوب کس کے باندھنا۔

مُقَرَّنٌ اسم المفعول ہے۔ کس کے باندھا ہوا۔ ﴿ وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْأَصْفَادِ ﴾ (14/ابراہیم:49)''اور تو دیکھے گا اس دن مجرموں کو بندھے ہوئے بیڑیوں میں۔''

(افتعال) **اِقْتِرَانًا** اہتمام سے متصل ہونا۔ جڑنا۔

مُقْتَرِنٌ اسم الفاعل ہے۔ جڑنے والا۔ ﴿ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ﴾ (43/الزخرف:53)''یا آتے فرشتے اس کے ساتھ متصل ہونے والے ہوتے ہوئے یعنی ساتھ رہنے والے۔''

ث ق ل

(ن) **ثَقْلًا** وزن معلوم کرنے کے لیے ہاتھ میں اُٹھانا۔

ثِقْلٌ ج اَثْقَالٌ۔ اسم ذات بھی ہے۔ وزن۔ بوجھ۔ ﴿ وَ لَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَ اَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ﴾ (29/العنکبوت:13)''اور وہ لوگ لازماً اُٹھائیں گے اپنے بوجھ اور کچھ دوسرے بوجھ اپنے بوجھ کے ساتھ۔''

مِثْقَالٌ اسم الآلہ ہے۔ تولنے کے اوزان۔ باٹ۔ آیت زیر مطالعہ۔

(ک) **ثِقَالَةً** وزنی ہونا۔ بھاری ہونا۔ ﴿ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ (7/الاعراف:8)''پس وہ، بھاری ہوئے جس کے پلڑے تو وہ لوگ ہی مراد پانے والے ہیں۔''

ثَقِيْلٌ ج ثِقَالٌ۔ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ وزنی۔ بھاری۔ ﴿ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ﴾ (73/المزمل:5)''بیشک ہم ڈالیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بھاری بات۔'' ﴿ وَيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴾ (13/الرعد:12)''اور وہ اُٹھاتا ہے بھاری بدلیوں کو۔''

(افعال) **اِثْقَالًا** کسی کو بھاری کرنا۔ کسی پر بوجھ لادنا۔ ﴿ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ ﴾ (7/الاعراف:189)''پھر جب اس نے بھاری کیا تو دونوں نے پکارا اللہ کو۔''

مُثْقَلٌ اسم المفعول ہے۔ لدا ہوا۔ بوجھ تلے دبا ہوا۔ ﴿ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا ﴾ (35/فاطر:18)''اور جب پکارے گی کوئی لدی ہوئی جان اپنے بوجھ کی طرف۔''

(تفاعل) **اِثَّاقُلًا** بوجھ کے سبب سے کسی طرف جھک جانا۔ مائل ہونا۔ گر پڑنا۔ ﴿ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ﴾ (9/التوبۃ:38)''جب کہا جاتا ہے تم لوگوں سے کہ کوچ کرو اللہ کی راہ میں تو تم لوگ گرے پڑتے ہو زمین کی طرف۔''

ترکیب

يُنْفِقُوْنَ کا مفعول اَمْوَالَهُمْ ہے، جبکہ رِئَآءَ النَّاسِ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہوا ہے۔ مَنْ شرطیہ ہے اس لیے يَكُنْ مجزوم ہوا ہے۔ الشَّيْطٰنُ اس کا اسم ہے اور قَرِيْنًا اس کی خبر ہے۔ فَسَآءَ میں فعل ماضی ہے لیکن یہ جواب شرط بھی ہے اور آفاقی صداقت (آیت۔2/البقرہ:49، نوٹ۔2) بھی ہے اس لیے اس کا ترجمہ حال میں ہوگا۔ قَرِيْنًا تمیز ہے۔ تَكُ کا اسم اس میں شامل هِيَ کی ضمیر ہے اور حَسَنَةً اس کی خبر ہے۔ يُضٰعِفُ کا فاعل اس میں هُوَ کی ضمیر ہے جو اللہ کے لیے ہے۔ وَجِئْنَا کا مفعول بِكَ ہے اور شَهِيْدًا تمیز ہے۔ تُسَوّٰى فعل مجہول ہے۔ اَلْاَرْضُ اس کا نائب فاعل ہے۔

ترجمہ

وَالَّذِيْنَ	يُنْفِقُوْنَ	اَمْوَالَهُمْ	رِئَآءَ النَّاسِ	681 وَلَا يُؤْمِنُوْنَ
اور وہ لوگ جو	خرچ کرتے ہیں	اپنے مالوں کو	لوگوں کو دکھاتے ہوئے	اور ایمان نہیں لاتے

بِاللّٰهِ	وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط	وَمَنْ	يَّكُنِ	الشَّيْطٰنُ	لَهٗ	قَرِيْنًا	فَسَآءَ
اللہ پر	اور نہ ہی آخری دن پر	اور وہ	ہوا	شیطان	جس کا	ساتھی	تو وہ برا ہے

قَرِيْنًا ۝٣٨	وَمَاذَا	عَلَيْهِمْ	لَوْ	اٰمَنُوْا	بِاللّٰهِ	وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
بطور ساتھی کے	اور کیا ہے	ان پر	اگر	وہ لوگ ایمان لائیں	اللہ پر	اور آخری دن پر

وَاَنْفَقُوْا	مِمَّا	رَزَقَهُمُ	اللّٰهُ ط	وَكَانَ	اللّٰهُ	بِهِمْ	عَلِيْمًا ۝٣٩
اور خرچ کریں	اس میں سے جو	عطا کیا ان کو	اللہ نے	اور ہے	اللہ	ان کو	جاننے والا

اِنَّ اللّٰهَ	لَا يَظْلِمُ	مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ج	وَاِنْ	تَكُ	حَسَنَةً	يُّضٰعِفْهَا
یقیناً اللہ	ظلم نہیں کرتا	کسی ذرے کے ہم وزن	اور اگر	وہ ہو	کوئی نیکی	تو وہ بڑھاتا ہے اس کو

وَيُؤْتِ	مِنْ لَّدُنْهُ	اَجْرًا عَظِيْمًا ۝٤٠	فَكَيْفَ	اِذَا	جِئْنَا	مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ
اور وہ دیتا ہے	اپنے پاس سے	ایک شاندار بدلہ	تو کیسا ہوگا	جب	ہم لائیں گے	ہر امت سے

بِشَهِيْدٍ	وَّجِئْنَا	بِكَ	عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ	شَهِيْدًا ۝٤١	يَوْمَئِذٍ	يَّوَدُّ
ایک گواہ کو	اور ہم لائیں گے	آپ کو	ان لوگوں پر	بطور گواہ	اس دن	چاہیں گے

الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	وَعَصَوُا	الرَّسُوْلَ	لَوْ	تُسَوّٰى
وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	اور نافرمانی کی	اِن رسولؐ کی	کہ کاش	ہموار کر دیا جائے

بِهِمُ	الْاَرْضُ ط	وَلَا يَكْتُمُوْنَ	اللّٰهَ	حَدِيْثًا ۝٤٢ ع
ان پر	زمین کو	اور وہ لوگ نہیں چھپائیں گے	اللہ سے	کوئی بات

نوٹ۔1 آیت نمبر۔41 میں هٰٓؤُلَآءِ کا اشارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی طرف ہے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امت کے اعمال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پیش کیے جاتے ہیں۔ اس طرح اس آیت سے معلوم ہوا کہ گزشتہ امتوں کے انبیاء اپنی اپنی امت پر بطور گواہ پیش ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنی امت کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ (معارف القرآن)

نوٹ۔2 قرآن مجید کے اس اسلوب سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے جو اپنی کسی امت کے متعلق گواہی دے، ورنہ قرآن مجید میں اس کا بھی ذکر ہوتا۔ اس اعتبار سے یہ آیت ختم نبوت کی دلیل بھی ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (43)

681

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَقۡرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنۡتُمۡ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعۡلَمُوۡا مَا تَقُوۡلُوۡنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِىۡ
سَبِيۡلٍ حَتّٰى تَغۡتَسِلُوۡا ؕ وَاِنۡ كُنۡتُمۡ مَّرۡضٰۤى اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ اَوۡ جَآءَ اَحَدٌ مِّنۡكُمۡ مِّنَ الۡغَآئِطِ اَوۡ لٰمَسۡتُمُ
النِّسَآءَ فَلَمۡ تَجِدُوۡا مَآءً فَتَيَمَّمُوۡا صَعِيۡدًا طَيِّبًا فَامۡسَحُوۡا بِوُجُوۡهِكُمۡ وَاَيۡدِيۡكُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا
غَفُوۡرًا ﴿۴۳﴾ ﴾

س ک ر

(ن)	سَکۡرًا	کسی چیز کی روانی کو روک دینا جیسے دریا پر بند بنانا۔
(س)	سَکَرًا	عقل کی روانی کا رُک جانا۔غصہ یا نشہ سے مدہوش ہونا۔
	سَکَرٌ	مدہوش کرنے والی چیز۔نشہ آور چیز۔﴿ تَتَّخِذُوۡنَ مِنۡهُ سَكَرًا ﴾ (16/النحل:67)''تم لوگ بناتے ہو اس سے نشہ آور چیز۔''
	سَکۡرَۃٌ	مدہوشی۔نشہ ﴿ وَجَآءَتۡ سَكۡرَةُ الۡمَوۡتِ بِالۡحَـقِّ ؕ ﴾ (50/قٓ:19)''اور آتی ہے موت کی مدہوشی حق کے ساتھ۔''
	سُکٰرٰی	مبالغہ کے وزن فَعۡلَانُ کی مؤنث فَعۡلٰی اور جمع فُعَالٰی کے وزن پر آتی ہے۔اس طرح سَکۡرَ کے مبالغہ سَکۡرٰی کی جمع سُکٰرٰی ہے جسے قرآن مجید میں سُکٰرٰی لکھا گیا ہے۔بہت زیادہ مدہوش ہونا۔آیت زیرِ مطالعہ۔
(تفعیل)	تَسۡکِیۡرًا	گلا گھونٹنا۔روک دینا۔﴿ اِنَّمَا سُكِّرَتۡ اَبۡصَارُنَا ﴾ (15/الحجر:15)''کچھ نہیں سوائے اس کے کہ باندھ دی گئیں ہماری نگاہیں۔''

غ س ل

(ض)	غَسۡلًا	کسی چیز کو پانی سے دھونا۔میل کچیل دور کرنا۔
	اِغۡسِلۡ	فعل امر ہے۔تو دھو۔﴿ اِذَا قُمۡتُمۡ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغۡسِلُوۡا وُجُوۡهَكُمۡ ﴾ (5/المائدہ:6)''جب بھی تم لوگ کھڑے ہو نماز کے لیے تو تم لوگ دھوا پنے چہروں کو۔''
	غِسۡلِیۡنٌ	دور کیا ہوا میل کچیل۔زخموں کا دھوون۔﴿ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنۡ غِسۡلِيۡنٍ ﴿۳۶﴾ ﴾ (69/الحاقۃ:36)''اور کوئی کھانا نہیں ہوگا۔مگر زخموں کے دھوون میں سے۔''
(افتعال)	اِغۡتِسَالًا	اہتمام سے دھونا۔نہانا۔غسل کرنا۔آیت زیرِ مطالعہ۔
	مُغۡتَسَلٌ	اسم المفعول ہے جو ظرف کے معنی میں آتا ہے۔نہانے کی جگہ۔غسل خانہ۔﴿ بِرِجۡلِكَ‌ ۚ هٰذَا مُغۡتَسَلٌۢ بَارِدٌ ﴾ (38/صٓ:42)''یہ ٹھنڈا پانی ہے نہانے کا۔''

ل م س

(ن۔ض)	لَمۡسًا	(۱) کسی چیز کو چھونا۔(۲) کسی چیز کو ڈھونڈنا۔﴿ وَّاَنَّا لَمَسۡنَا السَّمَآءَ ﴾ (72/الجن:8)''اور یہ کہ ہم نے ٹٹولا آسمان کو۔''
(مفاعلہ)	مُلَامَسَۃً	ایک دوسرے کو چھونا۔مباشرت کرنا۔آیت زیرِ مطالعہ۔
(افتعال)	اِلۡتِمَاسًا	اہتمام سے ڈھونڈنا۔تلاش کرنا۔

اِلْتَمِسْ	فعل امر ہے۔تو تلاش کر۔﴿ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ﴾ (57/الحديد:13) 681 ”کہا جائے گا تم لوگ واپس جاؤ اپنے پیچھے پھر تلاش کرو نور کو۔“

غ و ط

(ن)

غَوْطًا	گڑھا کھودنا۔کسی کو غوطہ دینا۔
غَائِطٌ	اسم الفاعل ہے۔غوطہ دینے والا۔پھر استعارۃً رفع حاجت کی جگہ کے لیے بھی آتا ہے یعنی باتھ روم۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

م س ح

(ف)

مَسْحًا	کسی چیز پر ہاتھ پھیرنا۔پونچھنا۔مسح کرنا۔
اِمْسَحْ	فعل امر ہے۔تو مسح کر۔آیت زیرِ مطالعہ۔
اَلْمَسِيْحُ	فَعِيْلٌ کا وزن ہے اور حضرت عیسیٰ ؑ کا لقب ہے کیونکہ ان کے ہاتھ پھیرنے سے مریض اچھے ہو جاتے تھے۔

ترکیب

وَلَا جُنُبًا حال ہے اور لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ پر عطف ہے۔عَابِرِيْنَ بھی حال ہونے کی وجہ سے حالت نصبی میں ہے اور مضاف ہونے کی وجہ سے اس کا نون اعرابی گرا ہوا ہے۔مَرْضٰى سے مَآءً تک اِنْ کی شرط ہے اور فَتَيَمَّمُوْا جواب شرط ہے، جبکہ فَامْسَحُوْا اس کی وضاحت ہے۔

ترجمہ

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	لَا تَقْرَبُوا	الصَّلٰوةَ	وَ
اے لوگو جو	ایمان لائے	تم لوگ قریب مت جاؤ	نماز کے	اس حال میں کہ

اَنْتُمْ	سُكٰرٰى	حَتّٰى	تَعْلَمُوْا	مَا	تَقُوْلُوْنَ	وَلَا جُنُبًا
تم	مدہوش ہو	یہاں تک کہ	تم لوگ جانو	اس کو جو	تم کہتے ہو	اور نہ ہی ناپاک ہوتے ہوئے

اِلَّا	عَابِرِيْ سَبِيْلٍ	حَتّٰى	تَغْتَسِلُوْا	وَاِنْ	كُنْتُمْ
مگر	کسی راستے کے گزرنے والے ہوتے ہوئے	یہاں تک کہ	تم غسل کر لو	اور اگر	تم ہو

مَّرْضٰى	اَوْ عَلٰى سَفَرٍ	اَوْ جَآءَ	اَحَدٌ	مِّنْكُمْ	مِّنَ الْغَآئِطِ	اَوْ لٰمَسْتُمُ
مریض	یا کسی سفر پر	یا آئے	کوئی ایک	تم میں سے	باتھ روم سے	یا تم لوگ مباشرت کرو

النِّسَآءَ	فَلَمْ تَجِدُوْا	مَآءً	فَتَيَمَّمُوْا	صَعِيْدًا طَيِّبًا	فَامْسَحُوْا
بیوی سے	پھر تم لوگ نہ پاؤ	پانی	تو تم لوگ تیمم کرو	کسی پاک مٹی سے	تو ہاتھ پھیرو

بِوُجُوْهِكُمْ	وَاَيْدِيْكُمْ	اِنَّ اللّٰهَ	كَانَ	عَفُوًّا	غَفُوْرًا ﴿٤٣﴾
اپنے چہروں پر	اور اپنے ہاتھوں پر	بیشک اللہ	ہے	بے انتہا درگزر کرنے والا	بے انتہا بخشنے والا

آیت نمبر (44تا46)

681

﴿ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يَشْتَرُونَ الضَّلَالَةَ وَيُرِيدُونَ أَن تَضِلُّوا السَّبِيلَ ﴿٤٤﴾ وَاللَّهُ
أَعْلَمُ بِأَعْدَائِكُمْ ط وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَلِيًّا وَّكَفَىٰ بِاللَّهِ نَصِيرًا ﴿٤٥﴾ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن
مَّوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ ط وَ
لَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمَ لا وَلَٰكِن لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ
فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٤٦﴾ ﴾

ط	ع	ن

(ف) طَعْنًا: کسی کو نیزہ چبھونا۔ طنز کرنا۔ طعنہ دینا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

اُوْتُوْا کا نائب فاعل اس میں ھُمْ کی ضمیر ہے جو اَلَّذِیْنَ کے لیے ہے، جبکہ نَصِیْبًا مفعول ثانی ہے۔ کَفٰی بِاللّٰہِ میں با زائدہ ہے اور یہ آفاقی صداقت کا بیان ہے اس لیے ترجمہ حال میں ہوگا۔ وَلِیًّا اور نَصِیْرًا تمیز ہیں۔ کَلِمَۃٌ کی جمع کَلِمٌ ہے۔ غَیْرَ مُسْمَعٍ حال ہے اس لیے اس کا مضاف غَیْرَ منصوب ہوا ہے۔ لَیًّا اور طَعْنًا بھی حال ہیں۔ اَقْوَمَ افعل تفضیل ہے اور کَانَ کی خبر ثانی ہے۔

ترجمہ

اَلَمْ تَرَ	اِلَی الَّذِیْنَ	اُوْتُوْا	نَصِیْبًا	مِّنَ الْکِتٰبِ
کیا آپؐ نے غور نہیں کیا	ان لوگوں کی (حالت کی) طرف جن کو	دیا گیا	ایک حصہ	کتاب سے

یَشْتَرُوْنَ	الضَّلٰلَۃَ	وَیُرِیْدُوْنَ	اَنْ	تَضِلُّوا	السَّبِیْلَ ﴿٤٤﴾
اور وہ لوگ خریدتے ہیں	گمراہی کو	اور چاہتے ہیں	کہ	تم لوگ (بھی) گمراہ ہو	راستے سے

وَاللّٰہُ	اَعْلَمُ	بِاَعْدَآئِکُمْ ط	وَکَفٰی	بِاللّٰہِ	وَلِیًّا
اور اللہ	خوب جانتا ہے	تمہارے دشمنوں کو	اور کافی ہے	اللہ	بطور کارساز کے

وَّکَفٰی	بِاللّٰہِ	نَصِیْرًا ﴿٤٥﴾	مِنَ الَّذِیْنَ ھَادُوْا	یُحَرِّفُوْنَ
اور کافی ہے	اللہ	بطور مددگار کے	جو یہودی ہوئے ان میں وہ بھی ہیں	جو پھیرتے ہیں

الْکَلِمَ	عَنْ مَّوَاضِعِہٖ	وَیَقُوْلُوْنَ	سَمِعْنَا	وَعَصَیْنَا
کلاموں کو	ان کے رکھنے کی جگہوں سے	اور کہتے ہیں	ہم نے سنا	اور ہم نے نافرمانی کی

وَاسْمَعْ	غَیْرَ مُسْمَعٍ	وَّرَاعِنَا	لَیًّا
اور (کہتے ہیں) تو سن	نہ سنایا ہوا ہوتے ہوئے	اور (کہتے ہیں) راعنا	مروڑتے ہوئے

بِاَلْسِنَتِہِمْ	وَطَعْنًا	فِی الدِّیْنِ ط	وَلَوْ اَنَّھُمْ	قَالُوْا
اپنی زبانوں کو	اور طعنہ دیتے ہوئے	دین میں	اور یہ کہ اگر وہ لوگ	کہتے

سَمِعْنَا	وَاَطَعْنَا	وَاسْمَعْ	وَانْظُرْنَا	لَكَانَ 681
ہم نے سنا	اور ہم نے اطاعت کی	اور (کہتے) آپ سنیئے	اور آپ مہلت دیں ہم کو	تو یقیناً وہ ہوتا

خَيْرًا	لَّهُمْ	وَاَقْوَمَ	وَلٰكِنْ	لَّعَنَهُمُ	اللّٰهُ	بِكُفْرِهِمْ
بہتر	ان کے لیے	اور زیادہ پائیدار	اور لیکن	لعنت کی ان پر	اللہ نے	ان کے کفر کے سبب سے

فَلَا يُؤْمِنُوْنَ	اِلَّا	قَلِيْلًا ۝٤٦
پس وہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے	مگر	تھوڑے سے

آیت نمبر (47 تا 50)

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا
عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝٤٧ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ
يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝٤٨ اَلَمْ تَرَ اِلَى
الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝٤٩ اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ
الْكَذِبَ ۭ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝٥٠ ع ﴾

ط م س

(ض)

طَمْسًا: کسی چیز کا حلیہ بگاڑ دینا۔ نام و نشان مٹا دینا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

اِطْمِسْ: فعل امر ہے۔ تو بگاڑ دے۔ ﴿ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ ﴾ (10/ یونس: 88) "اے ہمارے رب! تو برباد کر دے ان کے اموال کو۔"

ف ت ل

(ض)

فَتْلًا: رسی بٹنا۔

فَتِيْلٌ: بٹی ہوئی باریک بتی۔ دھاگہ۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

مُصَدِّقًا حال ہے۔ فَنَرُدَّ کا فاسببیہ ہے اس لیے مضارع نَرُدَّ حالت نصبی میں ہے۔ فاسببیہ پر عطف ہونے کی وجہ سے اَوْ نَلْعَنَهُمْ منصوب ہوا ہے۔ اور اس میں هُمْ کی ضمیر وُجُوْهًا کے لیے ہے۔ كَانَ کا اسم اَمْرُ اللّٰهِ ہے اور مَفْعُوْلًا اس کی خبر ہے اور یہ آفاقی صداقت کا بیان ہے۔ اَنْ يُّشْرَكَ کا نائب فاعل محذوف ہے جو کہ شَيْءٌ ہو سکتا ہے۔ بِهٖ کی ضمیر اللہ کے لیے ہے۔ اِثْمًا عَظِيْمًا حال ہے۔ فَتِيْلًا تمیز ہے۔ بِهٖ کی ضمیر اَلْكَذِبَ کے لیے ہے۔ اِثْمًا مُّبِيْنًا تمیز ہے۔

ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اُوْتُوا	الْكِتٰبَ	اٰمِنُوْا	بِمَا	نَزَّلْنَا
اے لوگو جن کو	دی گئی	کتاب	تم لوگ ایمان لاؤ	اس پر جو	ہم نے اُتارا

مُصَدِّقًا	لِّمَا	مَعَكُمْ	مِّنْ قَبْلِ	اَنْ	نَّطْمِسَ
تصدیق کرنے والا ہوتے ہوئے	اس کی جو	تمہارے ساتھ ہے	اس سے پہلے	کہ	ہم بگاڑ دیں

وُجُوْهًا	فَنَرُدَّهَا	عَلٰٓی اَدْبَارِهَآ	اَوْ	نَلْعَنَهُمْ 681	كَمَا
کچھ چہروں کو	پس ہم لوٹا دیں ان کو	ان کی پیٹھوں پر	یا	پھر ہم لعنت کریں	جیسے کہ

لَعَنَّآ	اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ	وَ كَانَ	اَمْرُ اللّٰهِ	مَفْعُوْلًا ﴿۴۷﴾	اِنَّ اللّٰهَ
ہم نے لعنت کی	السبت والوں پر	اور رہوتا ہے	اللہ کا حکم	کیا ہوا	یقیناً اللہ

لَا يَغْفِرُ	اَنْ	يُّشْرَكَ	بِهٖ	وَيَغْفِرُ	مَا
نہیں بخشے گا	(اس کو) کہ	شریک کیا جائے (کچھ بھی)	اس کے ساتھ	اور وہ بخش دے گا	اس کو جو

دُوْنَ ذٰلِكَ	لِمَنْ	يَّشَآءُ ۚ	وَمَنْ	يُّشْرِكْ	بِاللّٰهِ	فَقَدِ افْتَرٰٓى
اس کے علاوہ ہے	جس کے لیے	وہ چاہے گا	اور جو	شرک کرتا ہے	اللہ کے ساتھ	تو اس نے جھوٹ گھڑا ہے

اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿۴۸﴾	اَلَمْ تَرَ	اِلَى الَّذِيْنَ
ایک عظیم گناہ ہوتے ہوئے	کیا آپؐ نے غور نہیں کیا	ان (کی حالت) کی طرف جو

يُزَكُّوْنَ	اَنْفُسَهُمْ ؕ	بَلِ اللّٰهُ	يُزَكِّيْ	مَنْ	يَّشَآءُ
تزکیہ کرتے ہیں	اپنے نفس کا	بلکہ اللہ	تزکیہ کرتا ہے	اس کا جس کا	وہ چاہتا ہے

وَلَا يُظْلَمُوْنَ	فَتِيْلًا ﴿۴۹﴾	اُنْظُرْ	كَيْفَ	يَفْتَرُوْنَ
اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا	کسی دھاگے برابر بھی	تو دیکھ	کیسے	وہ لوگ گھڑتے ہیں

عَلَى اللّٰهِ	الْكَذِبَ ؕ	وَكَفٰى	بِهٖٓ	اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۰﴾ ع
اللہ پر	جھوٹ	اور کافی ہے	وہ	بطور واضح گناہ کے

نوٹ۔1

کچھ لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ مذکورہ آیت نمبر۔47 کے نزول کے بعد بے شمار یہود ونصاریٰ ایمان نہیں لائے پھر بھی مذکورہ عذاب نازل نہیں ہوا۔ یہ سوال قرآن مجید کے طرزِ بیان کو نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ کا کہنا ہے کہ سرے سے یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، کیونکہ یہاں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس سے معلوم ہو کہ یہ عذاب ضرور واقع ہوگا، بلکہ اس کے امکان کا ذکر ہے۔ (منقول از معارف القرآن)

ہمارے چند متقدمین نے اس کو استعارۃً لیا ہے۔ مثلاً مجاہدؒ کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ حق کے راستے سے دھکیل کر گمراہی کی طرف متوجہ کر دیں۔ ابوزیدؒ کے نزدیک لوٹا دینا یہ تھا کہ ارضِ حجاز سے بلادِ شام میں پہنچا دیا جائے (منقول از تفسیر ابن کثیر)۔ استعارے کی گنجائش اس لیے بھی نکلتی ہے کہ **وُجُوْہ** کا لفظ چہروں کے علاوہ پوری شخصیت اور توجہ وغیرہ کے معانی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

نوٹ۔2

کوئی شخص اگر مرنے سے پہلے کسی بھی گناہ سے سچی توبہ کرلے تو وہ معاف ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ شرک بھی سچی توبہ سے معاف ہو جاتا ہے۔ آیت نمبر۔48 میں ایسے لوگوں کا ذکر ہے جن کو توبہ کی توفیق نصیب نہیں ہوئی۔ ایسے لوگوں میں سے جو شرک میں ملوث

تھے، تو وہ معاف نہیں ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا قطعی فیصلہ ہے۔ اگر کوئی شرک میں ملوث نہیں تھا لیکن کچھ دوسرے گناہ تھے، تو ان کی معافی کا امکان ہے۔ اور یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ اپنے علم کامل کی بنیاد پر کرے گا کہ کس کا کون سا گناہ معاف کیے جانے کے قابل ہے۔ 681

نوٹ۔3

آیت نمبر۔49 میں اَلَّذِيۡنَ يُزَكُّوۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ کا ہم نے لفظی ترجمہ کیا ہے۔ سات مختلف ترجموں میں چیک کیا تھا اور ان سب میں اس کا مطلب یہ دیا گیا ہے کہ جو لوگ خود کو پاکیزہ سمجھتے ہیں یا اپنی پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ یہ دراصل تفسیری ترجمہ ہے جس کی وضاحت ضروری ہے۔

اِس آیت میں جو طرزِ بیان ہے وہ قرآن مجید میں اور بھی متعدد مقامات پر اختیار کیا گیا ہے۔ ان میں سے صرف ایک کے حوالے سے اِن شاءاللہ بات آسانی سے سمجھ میں آجائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یقیناً آپؐ ہدایت نہیں دیتے اس کو جس کو آپؐ چاہیں بلکہ اللہ ہدایت دیتا ہے اس کو جس کو وہ چاہتا ہی اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو (28/القصص:56)۔ اس مقام پر یہ بات بہت واضح ہے کہ اس آیت میں ہدایت دینے کی کوشش کرنے کی ممانعت نہیں ہے۔ یہ نہ صرف مطلوب اور محمود ہے بلکہ بعض اوقات فرض بھی ہے۔ البتہ یہ بات سمجھانا مقصود ہے کہ ہماری اس کوشش کا نتیجہ کس کے حق میں نکلے گا، کب نکلے گا اور کتنا نکلے گا، یہ سارے فیصلے کلیتہً اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور یہ فیصلے وہ اپنے علم کامل کی بنیاد پر کرتا ہے۔ اس لیے اپنی کوشش میں لگے رہو اور نتیجہ اللہ پر چھوڑ دو۔ اسی کا نام توکل ہے۔

اِسی طرح آیت زیرِ مطالعہ میں بھی اپنے نفس کا تزکیہ کرنے کی کوشش کرنے کی ممانعت نہیں ہے۔ یہ کوشش بھی مطلوب و محمود ہے۔ البتہ یہاں ایسے لوگوں کی مذمت کی گئی ہے جو اس کو کوشش کے نتیجے کو یقینی سمجھ کر خود کو پاک سمجھنا شروع کر دیتے ہیں اور اپنی پاکیزگی کا دعویٰ کرنے لگتے ہیں۔ آیت کے مفہوم کے اسی پہلو کو تفسیری ترجموں میں اُجاگر کیا گیا ہے۔

نوٹ۔4

آیت نمبر۔48 میں اللہ تعالیٰ نے قطعی اعلان کر دیا ہے کہ وہ شرک معاف نہیں کرے گا۔ اس لیے ہر صاحبِ ایمان کا یہ فرض بنتا ہے کہ شرک کو پہچاننے کی وہ خود استعداد حاصل کرے اور دوسروں کے کہنے پر بھروسہ نہ کرے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میدانِ حشر میں یہ بات قبول نہیں کی جائے گی کہ فلاں نے ہم کو غلط بتایا تھا، اس لیے اس کو پکڑو اور ہم کو چھوڑ دو۔ وہ بھی پکڑا جائے گا اور ساتھ میں ہم بھی پکڑے جائیں گے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اس بات کی وضاحت موجود ہے۔ مثلاً (7/الاعراف:38)۔ (33/الاحزاب:67) وغیرہ۔ غلط لوگوں کی پیروی کرنے والوں کا جرم یہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ غور و فکر اور عقل کی صلاحیتوں کو استعمال نہیں کیا اور کسی تحقیق کے بغیر دسروں کی پیروی کی۔ (17/بنی اسرائیل:36)۔ اسلیے کم از کم شرک کی حد تک تو یہ لازمی ہے کہ دوسروں سے فتویٰ مانگنے کے بجائے ہم خود فیصلہ کر سکیں کہ کیا شرک ہے اور کیا نہیں ہے؟ اسی مقصد سے اِس نوٹ میں شرک کے متعلق ضروری معلومات فراہم کی جا رہی ہیں۔

انسانی تاریخ کا یہ المیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں شرک ان قوموں نے کیا جو اللہ اور آخرت کو مانتے تھے۔ یہود نے حضرت عزیرؑ اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو اللہ کا بیٹا بنایا جبکہ بنو اسمٰعیل نے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیا۔ اس پس منظر میں یہ ایک معجزہ ہے کہ امتِ محمد (ﷺ) تا حال شرک بالذات سے بچی ہوئی ہے، لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں دوسروں کو شریک کرنے کے جرم سے ہم لوگ بھی نہ بچ سکے۔ اس لیے اِس نوٹ میں ہم شرک فی الصفات کے متعلق کچھ اصولی باتیں سمجھیں گے تاکہ اس کو پہچاننے کی صلاحیت حاصل ہو جائے۔

شرک فی الصفات میں مغالطہ لاحق ہونے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہماری زبان میں جو الفاظ اللہ تعالیٰ کی صفات کے لیے
681
استعمال ہوتے ہیں وہی الفاظ مخلوق کی صفات کے لیے بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔ مثلاً اللہ سمیع ہے تو ہم بھی سنتے ہیں، اللہ عالم ہے تو ہم بھی عالم ہیں، وغیرہ۔ اس سبب سے پیدا ہونے والے مغالطے سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اللہ اور مخلوق کی صفات میں تین بنیادی فرق کو ذہن میں رکھیں تاکہ شرک فی الصفات سے بچ سکیں۔

(1) پہلا فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات اس کی ذاتی ہیں، کسی نے اس کو دی نہیں، جبکہ مخلوق کی صفات ان کی ذاتی نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کی ہیں تو ان کو ملی ہیں۔

(2) تیسرا اور بہت اہم فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات لامحدود ہیں جبکہ مخلوق کی صفات محدود ہیں۔ مثلاً جو آواز فاصلے پر ہو، اسے ہم نہیں سن سکتے۔ آواز اگر ہلکی ہو تو آواز کا احساس ہوتا ہے لیکن بات سمجھ میں نہیں آتی۔ اگر ہمارے سامنے کئی افراد بیک وقت ایک دوسرے سے بات (CROSS TALK) شروع کر دیں تو سب کی آواز ہمارے کان میں آئے گی لیکن بات کسی کی بھی سمجھ میں نہیں آئے گی۔ یہ سب کچھ ہماری صفت سماعت کے محدود ہونے کا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفتِ سماعت کے لامحدود ہونے کا مطلب یہ ہے کہ فاصلے اس کے لیے بے معنی ہیں۔ بندہ چاہے قطب شمالی پر ہو یا قطب جنوبی پر، وہ سب کی سنتا ہے۔ آواز کا تیز یا ہلکا ہونا بھی اس کے لیے بے معنی ہے، وہ تو دل میں آنے والے خیال بھی سن لیتا ہے۔ اگر پوری دنیا کے انسان اسے بیک وقت پکاریں تو وہ ہر ایک کی سن لیتا ہے۔ اسی طرح ہم بقیہ صفات کے محدود اور لامحدود ہونے کا فرق سمجھ سکتے ہیں۔

یہ ایک پیمانہ (YARD STICK) ہے جس پر رکھ کر ہر شخص خود معلوم کر سکتا ہے کہ کیا شرک ہے اور کیا شرک نہیں ہے۔ اب یہ بھی نوٹ کر لیں کہ قرآن مجید میں شرک سے متعلق آیات کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے اور ان میں اکثریت شرک فی الصفات سے متعلق ہیں۔ نمونے کے طور پر صرف دو آیات دیکھ لیں۔

(1) اور تم لوگ اُس کی علاوہ جن لوگوں کو پکارتے ہو وہ قطمیر (کھجور کی گٹھلی پر پائی جانے والی سفید جھلی) کے بھی مالک نہیں ہیں۔ اگر تم لوگ ان کو پکارو گے تو وہ لوگ تمہاری پکار کو نہیں سنیں گے اور اگر سنیں گے تو تم لوگوں کی حاجت روائی نہیں کر سکیں گے اور قیامت کے دن انکار کریں گے تم لوگوں کے شرک کا۔ (35/ فاطر 13۔14)

(2) اسی کو ہی یعنی اللہ کو ہی پکارنا حق ہے۔ اور یہ لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں وہ ان کے کچھ کام نہیں آتے مگر (اس طرح) جیسے کسی نے پانی کی طرف دونوں ہتھیلیاں پھیلائیں کہ وہ اس کے منھ تک آ پہنچے اور وہ اس تک پہنچنے والا نہیں ہے۔ (13/ الرعد:14)

آیت نمبر (51 تا 55)

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا
هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿٥١﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ
نَصِيْرًا ﴿٥٢﴾ اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿٥٣﴾ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى
مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿٥٤﴾ فَمِنْهُمْ
مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ۭ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ﴿٥٥﴾ ﴾

ج ب ت

681

(x)   x   اس مادہ سے کوئی فعل استعمال نہیں ہوتا۔

جِبۡتٌ   انتہائی نکمی اور ناکارہ چیز۔ واحد اور جمع سب کے لیے ہے۔ پھر استعارۃً بتوں، جادوگروں اور نجومیوں کے لیے آتا ہے (مفردات القرآن)۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ن ق ر

(ن)   نَقۡرًا   (۱) ٹھونگے مار کر کسی چیز میں سوراخ یا گڑھا کرنا۔ (۲) پھونک مار کر بانسری یا بگل بجانا۔ ﴿فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوۡرِ ۙ﴿۸﴾﴾ (74/المدثر:8) ''پھر جب پھونکا جائے گا بگل میں یعنی صور پھونکا جائے گا''۔

نَاقُوۡرٌ   بگل۔ صور۔

نَقِیۡرٌ   کھجور کی گٹھلی کا گڑھا۔ یہ کسی انتہائی حقیر چیز کے لیے عربی محاورہ ہے جس کا اُردو متبادل ہے ''تِل بھر''۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

اُوۡتُوۡا کا نائب فاعل اس میں ھُمۡ کی ضمیر ہے جو اِلَی الَّذِیۡنَ کے لیے ہے اور نَصِیۡبًا مفعول ثانی ہے۔ الطَّاغُوۡتِ حرف جرّ ''بِ'' پر عطف ہونے کی وجہ سے مجرور ہوا ہے۔ هٰۤؤُلَآءِ اشارہ ہے لِلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا کے لیے جبکہ سَبِیۡلًا تمیز ہے۔ اَمۡ لَهُمۡ میں اَمۡ استفہام کا ہے یعنی اَ کے معنی میں ہے۔

ترجمہ

اَلَمۡ تَرَ	اِلَی الَّذِیۡنَ	اُوۡتُوۡا	نَصِیۡبًا	مِّنَ الۡکِتٰبِ	یُؤۡمِنُوۡنَ
کیا آپؐ نے غور نہیں کیا	ان کی طرف جن کو	دیا گیا	ایک حصہ	کتاب سے	وہ لوگ ایمان لاتے ہیں

بِالۡجِبۡتِ	وَالطَّاغُوۡتِ	وَیَقُوۡلُوۡنَ	لِلَّذِیۡنَ	کَفَرُوۡا	هٰۤؤُلَآءِ
توہمات پر	طاغوت پر	اور کہتے ہیں	ان کے لیے جنہوں نے	کفر کیا	کہ یہ لوگ

اَهۡدٰی	مِنَ الَّذِیۡنَ	اٰمَنُوۡا	سَبِیۡلًا ﴿۵۱﴾	اُولٰٓئِکَ	الَّذِیۡنَ
زیادہ ہدایت پر ہیں	ان سے جو	ایمان لائے	بلحاظ راستے کے	وہ لوگ	وہ ہیں

لَعَنَهُمُ	اللّٰهُ ؕ	وَمَنۡ	یَّلۡعَنِ	اللّٰهُ	فَلَنۡ تَجِدَ	لَهٗ
لعنت کی جن پر	اللہ نے	اور جس پر	لعنت کرتا ہے	اللہ	تو تو ہرگز نہیں پائے گا	اس کے لیے

نَصِیۡرًا ﴿۵۲﴾ ؕ	اَمۡ	لَهُمۡ	نَصِیۡبٌ	مِّنَ الۡمُلۡکِ	فَاِذًا	لَّا یُؤۡتُوۡنَ	النَّاسَ
کوئی مددگار	کیا	ان کے لیے	کوئی حصہ ہے	سلطنت میں	پھر تو	وہ نہیں دیں گے	لوگوں کو

نَقِیۡرًا ﴿۵۳﴾ ۙ	اَمۡ	یَحۡسُدُوۡنَ	النَّاسَ	عَلٰی مَاۤ	اٰتٰىهُمُ	اللّٰهُ	مِنۡ فَضۡلِهٖ ۚ
تِل بھر بھی	یا	وہ حسد کرتے ہیں	لوگوں سے	اس پر جو	دیا ان کو	اللہ نے	اپنے فضل سے

فَقَدۡ اٰتَیۡنَاۤ	اٰلَ اِبۡرٰهِیۡمَ	الۡکِتٰبَ	وَالۡحِکۡمَةَ	وَاٰتَیۡنٰهُمۡ
تو ہم دے چکے ہیں	ابراہیمؑ کے پیروکاروں کو	کتاب	اور حکمت	اور ہم نے دی ان کو

مُّلۡکًا عَظِیۡمًا ﴿۵۴﴾	فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ	اٰمَنَ	بِهٖ	وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ
ایک شاندار سلطنت	تو ان میں وہ بھی ہیں جو	ایمان لائے	اِس پر	اور ان میں وہ بھی ہیں جو

صَدَّ	عَنۡهُ ؕ	وَ كَفٰى	بِجَهَنَّمَ	سَعِيۡرًا ۵۵ 681
رُکے رہے	اِس سے	اور کافی ہے	جہنم	بطور شعلوں والی آگ کے

آیت نمبر (56تا58)

﴿ اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِنَا سَوۡفَ نُصۡلِيۡهِمۡ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتۡ جُلُوۡدُهُمۡ بَدَّلۡنٰهُمۡ جُلُوۡدًا غَيۡرَهَا
لِيَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيۡزًا حَكِيۡمًا ۵۶ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدۡخِلُهُمۡ جَنّٰتٍ
تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا ؕ لَهُمۡ فِيۡهَاۤ اَزۡوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّنُدۡخِلُهُمۡ ظِلًّا ظَلِيۡلًا ۵۷ اِنَّ
اللّٰهَ يَاۡمُرُكُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا الۡاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهۡلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمۡتُمۡ بَيۡنَ النَّاسِ اَنۡ تَحۡكُمُوۡا بِالۡعَدۡلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
نِعِمَّا يَعِظُكُمۡ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيۡعًاۢ بَصِيۡرًا ۵۸ ﴾

ن ض ج

(س) نَضِجًا — پھل یا گوشت کا پکنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ج ل د

(ض) جَلۡدًا — چمڑے یا کھال پر مارنا۔

اِجۡلِدۡ — فعل امر ہے۔ تو مار ﴿ فَاجۡلِدُوۡهُمۡ ثَمٰنِيۡنَ جَلۡدَةً ﴾ (24/النور:4) ''تو تم لوگ مارو ان کو اسی کوڑے۔''

جَلۡدَةٌ — کوڑا۔

جِلۡدٌ — ج جُلُوۡدٌ۔ کھال۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

نُصۡلِىۡ کا مفعول اوّل ھُمۡ کی ضمیر ہے اور نَارًا مفعول ثانی ہے۔ كُلَّمَا شرطیہ ہے اس لیے نَضِجَتۡ ماضی کا ترجمہ مستقبل میں ہو گا۔ بَدَّلۡنَا کا مفعول اوّل ھُمۡ ہے اور جُلُوۡدًا مفعول ثانی ہے۔ غَيۡرَهَا میں ھَا کی ضمیر جُلُوۡدٌ کے لیے ہے۔ اَنۡ تَحۡكُمُوۡا کا اَنۡ، يَاۡمُرُكُمۡ پر عطف ہے۔

ترجمہ

اِنَّ الَّذِيۡنَ	كَفَرُوۡا	بِاٰيٰتِنَا	سَوۡفَ	نُصۡلِيۡهِمۡ	نَارًا ؕ
بیشک وہ لوگ جنھوں نے	انکار کیا	ہماری نشانیوں کا	عنقریب	ہم ڈالیں گے ان کو	ایک آگ میں

كُلَّمَا	نَضِجَتۡ	جُلُوۡدُهُمۡ	بَدَّلۡنٰهُمۡ
جب کبھی بھی	پک جائیں گی	ان کی کھالیں	تو ہم تبدیل کر دیں گے ان کو (یعنی ان کے لیے)

جُلُوۡدًا	غَيۡرَهَا	لِيَذُوۡقُوا	الۡعَذَابَ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ
کھالوں کو	ان کے (یعنی پہلی کھالوں کے) علاوہ	تاکہ وہ لوگ چکھیں	عذاب کو	یقیناً اللہ

كَانَ	عَزِيۡزًا	حَكِيۡمًا ۵۶	وَالَّذِيۡنَ	اٰمَنُوۡا	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ
ہے	بالادست	حکمت والا	اور وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور عمل کیے	نیک

سَنُدۡخِلُهُمۡ	جَنّٰتٍ	تَجۡرِیۡ	مِنۡ تَحۡتِهَا	الۡاَنۡهٰرُ	خٰلِدِیۡنَ
ہم داخل کریں گے ان کو	ایسے باغات میں	بہتی ہیں	جن کے نیچے سے	نہریں	ایک حالت میں رہنے والے

فِیۡهَاۤ	اَبَدًا ؕ	لَهُمۡ	فِیۡهَاۤ	اَزۡوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۫	وَّنُدۡخِلُهُمۡ
اس میں	ہمیشہ	ان کے لئے ہیں	ان میں	پاک کئے ہوئے جوڑے	اور ہم داخل کریں گے ان کو

ظِلًّا ظَلِیۡلًا ﴿۵۷﴾	اِنَّ اللّٰهَ	یَاۡمُرُكُمۡ	اَنۡ	تُؤَدُّوا	الۡاَمٰنٰتِ
ہمیشگی والے سائے میں	بیشک اللہ	حکم دیتا ہے تم لوگوں کو	کہ	تم لوگ لوٹا دو	امانتوں کو

اِلٰۤی اَهۡلِهَا ۙ	وَاِذَا	حَكَمۡتُمۡ	بَیۡنَ النَّاسِ	اَنۡ	تَحۡكُمُوۡا
ان کے اہل (یعنی اہلیت والوں) کی طرف	اور جب بھی	فیصلہ کرو	لوگوں کے مابین	(تو یہ) کہ	تم لوگ فیصلہ کرو

بِالۡعَدۡلِ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ	نِعِمَّا	یَعِظُكُمۡ	بِهٖ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ	كَانَ
عدل سے	بیشک اللہ	کیا ہی اچھی	نصیحت کرتا ہے تم لوگوں کو	اس سے	یقیناً اللہ	ہے

سَمِیۡعًۢا	بَصِیۡرًا ﴿۵۸﴾
سننے والا	دیکھنے والا

نوٹ۔1

جن لوگوں کے بدن پر کبھی کوئی پھوڑا یا پھنسی نکلی ہے وہ جانتے ہیں کہ جب وہ پک جاتے ہیں تو ان کی کھال گل کر الگ ہو جاتی ہے اور نیچے سے نئی کھال نکلتی ہے۔ اُس وقت وہ اتنی نازل اور حساس ہوتی ہے کہ اگر کوئی چیز اس کو چھو جائے تو آدمی بلبلا اُٹھتا ہے۔ جن لوگوں کو اس کا تجربہ ہے وہ کسی درجے میں لِیَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ کا مفہوم سمجھ سکتے ہیں۔

نوٹ۔2

آیت نمبر۔58 میں لفظ امانات جمع کے صیغے میں آیا ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ صرف مال و دولت ہی امانت نہیں ہوتی بلکہ اس کی اور بھی قسمیں ہیں۔ مثلاً ایک حدیث کے مطابق کسی مجلس میں جو بات کہی جائے وہ اسی مجلس کی امانت ہے اور اہلِ مجلس کو اجازت کے بغیر دوسروں کو بتانا خیانت ہے۔ ایک دوسری حدیث کے مطابق جس شخص سے کوئی مشورہ طلب کیا جائے وہ امین ہوتا ہے اس لیے اس پر لازم ہے کہ مشورہ وہی دے جو مشورہ مانگنے والے کے حق میں مفید ہے۔ اگر جانتے بوجھتے غلط مشورہ دیا تو اس نے خیانت کی۔

اسی طرح خانۂ کعبہ کی کنجی کی تولیت کے مسئلہ پر اس آیت کا نازل واضح کر دیتا ہے کہ......جتنے بھی عہدے اور منصب ہیں، وہ سب اللہ کی امانتیں ہیں اور ان کے امین وہ حکام ہیں جن کو اِن عہدوں پر تقرری کا اختیار حاصل ہے۔ ان کے لیے جائز نہیں کہ کوئی عہدہ کسی ایسے شخص کے سپرد کر دیں جو علم اور عمل کسی قابلیت کے لحاظ سے اس عہدے کا اہل نہیں ہے۔ حکومت کے عہدے باشندگان ملک کے حقوق نہیں ہیں جنہیں آبادی کے تناسب کے اصول پر تقسیم کیا جائے۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ امانتیں ہیں جو صرف ان کے اہل لوگوں کو دیئے جا سکتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس شخص کو عام مسلمانوں کی کوئی ذمہ داری سپرد کی گئی پھر اس نے کوئی عہدہ کسی شخص کو محض دوستی و تعلق کی بنیاد پر، اہلیت معلوم کیے بغیر دے دیا تو اس پر اللہ کی لعنت ہے، نہ اس کا فرض قبول ہوگا، نہ نفل، یہاں تک کہ وہ جہنم میں داخل ہو جائے۔ (منقول از معارف القرآن)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

681

آیت نمبر(59)

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡكُمۡ ۚ فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ
فَرُدُّوۡهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَیۡرٌ وَّ اَحۡسَنُ تَاۡوِیۡلًا ﴿۵۹﴾ ﴾

ترکیب

اُولُوۡا کی نصب اور جرّ دونوں اُولِیۡ آتی ہے۔اس آیت میں یہ اَطِیۡعُوۡا پر عطف ہونے کی وجہ سے مفعول ہے اور حالتِ نصب میں ہے۔ کُنۡتُمۡ کا اسم اس میں شامل اَنۡتُمۡ کی ضمیر ہے اور تُؤۡمِنُوۡنَ اس کی خبر ہے۔ذٰلِكَ مبتداء ہے۔ خَیۡرٌ اس کی خبر اوّل ہے اور اَحۡسَنُ خبر ثانی ہے، جبکہ تَاۡوِیۡلًا تمیز ہے۔

ترجمہ

الرَّسُوۡلَ	وَ اَطِیۡعُوا	اللّٰهَ	اَطِیۡعُوا	اٰمَنُوۡۤا	یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ
ان رسولؐ کی	اور اطاعت کرو	اللہ کی	تم لوگ اطاعت کرو	ایمان لائے	اے لوگو جو

فِیۡ شَیۡءٍ	تَنَازَعۡتُمۡ	فَاِنۡ	مِنۡكُمۡ ۚ	وَاُولِی الۡاَمۡرِ
کسی چیز میں	تم لوگ تنازعہ کرو	پھر اگر	تم میں سے	اور حکم والوں کی

تُؤۡمِنُوۡنَ	اِنۡ كُنۡتُمۡ	وَالرَّسُوۡلِ	اِلَی اللّٰهِ	فَرُدُّوۡهُ
ایمان رکھتے ہو	اگر تم لوگ	اور ان رسولؐ کی طرف	اللہ کی طرف	تو لوٹا دو اس کو

تَاۡوِیۡلًا ﴿۵۹﴾	وَّ اَحۡسَنُ	خَیۡرٌ	ذٰلِكَ	وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ	بِاللّٰهِ
بلحاظ انجام کار کے	اور سب سے اچھا ہے	سب سے بہتر ہے	یہ	اور آخری دن پر	اللہ پر

نوٹ۔1

اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے بعد جو اطاعت مسلمانوں پر واجب ہے وہ اولی الامر کی اطاعت ہے، مسلمانوں کی فکری راہنمائی کرنے والے علم، سیاسی راہنمائی کرنے والے لیڈر، ملکی انتظام کرنے والے حکام، عدالتی فیصلے کرنے والے جج وغیرہ سب اولی الامر میں شامل ہیں۔ جو شخص جس حیثیت سے بھی مسلمانوں کا صاحب امر ہے اس کی اطاعت لازمی ہے۔اس سے تنازعہ کر کے مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں خلل درست نہیں ہے البتہ اولی الامر کی اطاعت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے تحت ہوگی۔ایک حدیث میں ہے کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے اولی الامر کی بات سنے اور مانے، خواہ سے پسند ہو یا ناپسند، تاوقتیکہ اسے معصیت کا حکم دیا جائے اور جب اسے معصیت کا حکم دیا جائے تو پھر نہ سننا ہے نہ ماننا ہے۔(تفہیم القرآن بحوالہ بخاری و مسلم)

بہت سے معاملات ایسے ہیں جن میں قرآن وسنت کی رو سے کوئی پابندی عائد نہیں ہے۔نہ وہ واجب ہیں نہ حرام ہیں بلکہ اختیاری ہیں۔ان کو اصطلاح میں مباحات کہا جاتا ہے۔ایسے معاملات میں عملی انتظام اولی الامر کے سپرد ہے۔(معارف القرآن)

نوٹ۔2

ہندوستان پر انگریزوں کے دورِ حکومت میں مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے جیسے کچھ علماء سوء نے اس آیت کے حوالے سے کہا تھا کہ مسلمانوں پر اولی الامر کی اعاعت بھی فرض ہے لیکن اسی آیت میں لفظ اولی الامر کے آگے مِنۡكُمۡ کا اضافہ کر کے واضح کر دیا گیا ہے کہ یہ اطاعت کا حکم ایسے اولی الامر کے لیے ہے جو خود مسلمانوں میں سے ہو۔

آیت نمبر (60تا63)

﴿ اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ يَزۡعُمُوۡنَ اَنَّهُمۡ اٰمَنُوۡا بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ يُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ يَّتَحَاكَمُوۡۤا
اِلَى الطَّاغُوۡتِ وَقَدۡ اُمِرُوۡۤا اَنۡ يَّكۡفُرُوۡا بِهٖ ؕ وَيُرِيۡدُ الشَّيۡطٰنُ اَنۡ يُّضِلَّهُمۡ ضَلٰلًاۢ بَعِيۡدًا ﴿٦٠﴾ وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ
تَعَالَوۡا اِلٰى مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوۡلِ رَاَيۡتَ الۡمُنٰفِقِيۡنَ يَصُدُّوۡنَ عَنۡكَ صُدُوۡدًا ۚ ﴿٦١﴾ فَكَيۡفَ اِذَاۤ
اَصَابَتۡهُمۡ مُّصِيۡبَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ ثُمَّ جَآءُوۡكَ يَحۡلِفُوۡنَ ۖ بِاللّٰهِ اِنۡ اَرَدۡنَاۤ اِلَّاۤ اِحۡسَانًا وَّ
تَوۡفِيۡقًا ﴿٦٢﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ يَعۡلَمُ اللّٰهُ مَا فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ ۗ فَاَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ وَعِظۡهُمۡ وَقُلۡ لَّهُمۡ فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ
قَوۡلًاۢ بَلِيۡغًا ﴿٦٣﴾ ﴾

ز ع م

(ن)

زُعۡمًا : کسی غلط یا غیر یقینی بات کو یقینی سمجھنا یا جتانا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

زَعَامَةً : کسی چیز کا ذمہ دار اور جواب دہ ہونا۔ ضامن ہونا۔

زَعۡمٌ : اسم ذات ہے۔ گمان۔ خیال۔ ﴿ هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعۡمِهِمۡ ﴾ (6/ الانعام:136) ''یہ اللہ کے لیے ہے ان کے خیال میں۔''

زَعِيۡمٌ : فَعِيۡلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ جواب دہ۔ ضامن۔ ﴿ سَلۡهُمۡ اَيُّهُمۡ بِذٰلِكَ زَعِيۡمٌ ﴿٤٠﴾ ﴾ (68/ القلم:40) ''آپ ان سے پوچھیں کہ ان میں سے کون اس کا ضامن ہے۔''

ح ل ف

(ض)

حَلۡفًا : قسم کھا کر عہد و پیمان کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

حَلَّافٌ : فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بار بار اور کثرت سے قسم کھانے والا۔ ﴿ وَلَا تُطِعۡ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيۡنٍ ﴿١٠﴾ ﴾ (68/ القلم:10) ''اور کہنا مت مان ہر ایک بے وقعت قسمیں کھانے والے کا۔''

ترکیب

يَتَحَاكَمُوۡۤا کا مفعول محذوف ہے۔ اِلَى الطَّاغُوۡتِ متعلق فعل ہے۔ بِهٖ کی ضمیر طاغوت کے لیے ہے۔ اِذَا شرطیہ ہے۔ قِيۡلَ شرط اور رَاَيۡتَ اس کا جواب شرط ہے۔ اس لیے دونوں کا ترجمہ حال میں ہوگا۔ يَحۡلِفُوۡنَ حال ہے۔

ترجمہ

اَلَمۡ تَرَ	اِلَى الَّذِيۡنَ	يَزۡعُمُوۡنَ	اَنَّهُمۡ	اٰمَنُوۡا	بِمَاۤ
کیا آپ نے غور نہیں کیا	ان لوگوں کی طرف جو	جتاتے ہیں	کہ وہ لوگ	ایمان لائے	اس پر جو

اُنۡزِلَ	اِلَيۡكَ	وَمَاۤ	اُنۡزِلَ	مِنۡ قَبۡلِكَ	يُرِيۡدُوۡنَ	اَنۡ يَّتَحَاكَمُوۡۤا
اتارا گیا	آپ کی طرف	اور جو	اتارا گیا	آپ سے پہلے	وہ لوگ چاہتے ہیں	کہ فیصلے کے لیے جائیں (جھگڑے کو)

اِلَى الطَّاغُوۡتِ	وَ	قَدۡ اُمِرُوۡۤا	اَنۡ يَّكۡفُرُوۡا	بِهٖ ؕ	وَيُرِيۡدُ
سرکشوں کی طرف	حالانکہ	حکم دیا گیا ہے ان کو	کہ وہ انکار کریں	اس کا	اور چاہتا ہے

681

الشَّيْطٰنُ	اَنْ يُّضِلَّهُمْ	ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴿٦٠﴾	وَاِذَا	قِيْلَ
شیطان	کہ وہ گمراہ کرے ان کو	دور کی گمراہی میں	اور جب بھی	کہا جاتا ہے

لَهُمْ	تَعَالَوْا	اِلٰى مَآ	اَنْزَلَ	اللّٰهُ	وَاِلَى الرَّسُوْلِ	رَاَيْتَ
ان سے	تم لوگ آؤ	اس کی طرف جو	اُتارا	اللہ نے	ان رسولؐ کی طرف	تو آپؐ دیکھتے ہیں

الْمُنٰفِقِيْنَ	يَصُدُّوْنَ	عَنْكَ	صُدُوْدًا ﴿٦١﴾	فَكَيْفَ	اِذَآ
منافقوں کو	(کہ) وہ لوگ رُکتے ہیں	آپؐ سے	جیسے کہ رُکا جاتا ہے	تو کیسا ہوگا	جب

اَصَابَتْهُمْ	مُّصِيْبَةٌۢ	بِمَا	قَدَّمَتْ	اَيْدِيْهِمْ	ثُمَّ
آن لگے گی ان کو	کوئی مصیبت	اس کے سبب سے جو	آگے بھیجا	ان کے ہاتھوں نے	پھر

جَآءُوْكَ	يَحْلِفُوْنَ	بِاللّٰهِ	اِنْ	اَرَدْنَآ
وہ لوگ آئیں گے آپؐ کے پاس	قسم کھاتے ہوئے	اللہ کی	(کہ) نہیں	ارادہ کیا ہم نے

اِلَّآ	اِحْسَانًا	وَّتَوْفِيْقًا ﴿٦٢﴾	اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ	يَعْلَمُ	اللّٰهُ	مَا
مگر	بھلائی کا	اور ہم آہنگ کرنے کا	وہ لوگ ہیں کہ	جانتا ہے	اللہ	اس کو جو

فِيْ قُلُوْبِهِمْ	فَاَعْرِضْ	عَنْهُمْ	وَ	عِظْهُمْ	وَقُلْ
ان کے دلوں میں ہے	تو آپؐ اعراض کریں	ان سے	اور	آپؐ نصیحت کریں ان کو	اور آپؐ کہیں

لَّهُمْ	فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ	قَوْلًاۢ بَلِيْغًا ﴿٦٣﴾
ان سے	ان کے جی (یعنی دل) میں	ایک پہنچنے (یعنی اُترنے) والی بات

نوٹ۔1

آیت نمبر۔60 اپنے حکم اور الفاظ کے اعتبار سے عام ہے، ہر اس شخص کی مذمت اور برائی کا اظہار کرتی ہے جو کتاب وسنت سے ہٹ کر کسی اور باطل کی طرف اپنا فیصلہ لے جائے اور یہاں طاغوت سے یہی مراد ہے (ابنِ کثیر)

آیت نمبر (64 تا 65)

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَاۗءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿٦٤﴾ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٦٥﴾﴾

ح ر ج

(س) **حَرَجًا** کسی چیز کا تنگ ہونا۔ پھر استعارۃً گناہ ہونے کے لیے آتا ہے کیونکہ احساسِ گناہ انسان کے دل کو تنگ کرتا ہے۔

حَرَجٌ اسم ذات بھی ہے۔ تنگی۔ گناہ۔ ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۭ﴾ (22/الحج:78)
''اور اس نے نہیں بنائی تم پر دین میں کوئی تنگی۔'' ﴿لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ﴾ (24/النور:61)
''اندھے پر کوئی گناہ نہیں۔''

ترکیب

لِيُطَاعَ مضارع مجہول ہے اور اس کا نائب فاعل اس میں ھُوَ کی ضمیر ہے جو رسول کے لیے ہے۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ کا لَوْ شرطیہ ہے اور لَوَجَدُوا پر لام جواب شرط کا ہے اس لیے ترجمہ اسی لحاظ سے ہوگا۔ وَرَبِّكَ میں رَبِّ کی جرّ بتا رہی ہے کہ اس سے پہلے واوِ قسمیہ ہے۔

ترجمہ

وَمَآ اَرْسَلْنَا	مِنْ رَّسُوْلٍ	اِلَّا	لِيُطَاعَ	بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ
اور ہم نے نہیں بھیجا	کوئی رسول	مگر	(اس لیے) کہ اس کی اطاعت کی جائے	اللہ کے حکم سے

وَلَوْ	اَنَّھُمْ	اِذْ ظَّلَمُوْٓا	اَنْفُسَھُمْ	جَآءُوْكَ
اور اگر	یہ (ہوتا) کہ وہ لوگ،	جب انہوں نے ظلم کیا	اپنے آپ پر،	آتے آپؐ کے پاس

فَاسْتَغْفَرُوا	اللّٰهَ	وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ	الرَّسُوْلُ	لَوَجَدُوا
پھر استغفار کرتے	اللہ سے	اور استغفار کرتے ان کے لیے	رسولؐ	تو وہ لوگ پاتے

اللّٰهَ	تَوَّابًا	رَّحِيْمًا ۝٦٤	فَلَا	وَرَبِّكَ
اللہ کو	بار بار توبہ قبول کرنے والا	ہر حال میں رحم کرنے والا	پس نہیں!	آپؐ کے رب کی قسم

لَا يُؤْمِنُوْنَ	حَتّٰى	يُحَكِّمُوْكَ	فِيْمَا
وہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے	یہاں تک کہ	وہ حاکم تسلیم کریں آپؐ کو	اس میں، جس میں

شَجَرَ	بَيْنَھُمْ	ثُمَّ	لَا يَجِدُوْا	فِيْٓ اَنْفُسِھِمْ	حَرَجًا	مِّمَّا
اختلاف کیا	آپس میں	پھر	وہ نہ پائیں	اپنے جی میں	کوئی تنگی	اس سے، جو

قَضَيْتَ	وَيُسَلِّمُوْا	تَسْلِيْمًا ۝٦٥
آپؐ نے فیصلہ کیا	اور وہ لوگ تسلیم کریں	جیسے تسلیم کرتے ہیں

نوٹ۔1

اِس آیت کا حکم قیامت تک کے لیے ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت تک کے لیے نبی وقت ہیں۔ اس لیے آپؐ کی ہدایات ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مسلمانوں کے درمیان فیصلہ کن سند ہیں۔ ان کو ماننے یا نہ ماننے ہی پر آدمی کے مومن ہونے یا نہ ہونے کا انحصار ہے۔ اسی بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہشِ نفس اس طریقہ کی تابع نہ ہو جائے جسے میں لے کر آیا ہوں (تفہیم القرآن سے ماخوذ)۔

آیت نمبر (66 تا 70)

﴿وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَلَوْ
اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ۝٦٦ۙ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا
عَظِيْمًا ۝٦٧ۙ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝٦٨ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ
عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝٦٩ؕ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ
اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝٧٠ۧ﴾

ر ف ق

681

(ک)	رَفَاقَةً	ساتھی ہونا۔ نرمی سے پیش آنا۔
	رَفِيْقٌ	فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ساتھی۔ آیت زیرِ مطالعہ۔
(ن)	رَفْقًا	مدد کرنا۔ سہارا دینا۔
	مِرْفَقٌ	ج مَرَافِقُ۔ مِفْعَلٌ کے وزن پر اسم الآلہ ہے۔ مدد کرنے یا سہارا دینے کا ذریعہ۔ کہنی۔ ﴿وَ يُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ⑯﴾ (18/الکہف:16) ''اور وہ اسباب پیدا کرے گا تمہارے لیے تمہارے کام میں مدد کرنے کے ذریعے کے طور پر۔'' ﴿فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ﴾ (5/المآئدہ:6) ''تو تم لوگ دھوؤ اپنے چہروں کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک۔''
(افتعال)	اِرْتِفَاقًا	مدد یا سہارا لینا۔
	مُرْتَفَقٌ	اسم المفعول ہے جو ظرف کے معنی میں آتا ہے۔ سہارا لینے یعنی آرام کرنے کی جگہ۔ ﴿وَ حَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ㉛﴾ (18/الکہف:31) ''اور کیا ہی اچھی ہوئی بطور آرام کرنے کی جگہ کے۔''

ترکیب

مَا فَعَلُوْهُ کی ضمیر مفعولی كَتَبْنَا کے حکم کے لیے ہے جس کی وضاحت اَنِ کے ساتھ آگے آئی ہے۔ خَيْرًا اور اَشَدَّ کی نصب كَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے ہے، جبکہ تَثْبِيْتًا تمیز ہے۔ الصِّدِّيْقِيْنَ، الشُّهَدَاءِ اور الصّٰلِحِيْنَ، یہ سب مِنْ پر عطف ہونے کی وجہ سے حالتِ جرّ میں آئے ہیں اور یہ مِنْ بیانیہ ہے۔ جواب شرط ہونے کی وجہ سے اَنْعَمَ کا ترجمہ مستقبل میں ہوگا۔ حَسُنَ فعل لازم ہے۔ اُولٰٓئِكَ فاعل ہے اور رَفِيْقًا تمیز ہے۔

ترجمہ

وَلَوْ	اَنَّا كَتَبْنَا	عَلَيْهِمْ	اَنِ	اقْتُلُوْٓا	اَنْفُسَكُمْ	اَوِ	اخْرُجُوْا
اور اگر	ہم لکھتے	ان پر	کہ	تم لوگ قتل کرو	اپنے آپ کو	یا	تم لوگ نکلو

مِنْ دِيَارِكُمْ	مَّا فَعَلُوْهُ	اِلَّا	قَلِيْلٌ	مِّنْهُمْ ط	وَلَوْ
اپنے گھروں سے	تو وہ لوگ نہ کرتے اس کو	مگر	تھوڑے سے	ان میں سے	اور اگر

اَنَّهُمْ	فَعَلُوْا	مَا	يُوْعَظُوْنَ	بِهٖ	لَكَانَ	خَيْرًا
یہ (ہوتا) کہ وہ لوگ	کرتے	اس کو	نصیحت کی جاتی ہے ان کو	جس کی	تو ہوتا	بہتر

لَّهُمْ	وَاَشَدَّ	تَثْبِيْتًا ⑯ لا	وَّاِذًا	لَّاٰتَيْنٰهُمْ
ان کے لیے	اور (ہوتا) زیادہ سخت	بلحاظ جما دینے کے	اور تب تو	ہم ضرور دیتے ان کو

مِّنْ لَّدُنَّآ	اَجْرًا عَظِيْمًا ⑰ لا	وَّلَهَدَيْنٰهُمْ	صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ⑱
اپنے پاس سے	ایک عظیم بدلہ	اور ہم ضرور ہدایت دیتے ان کو	ایک سیدھے راستے کی

وَمَنْ	يُّطِعِ	اللّٰهَ	وَالرَّسُوْلَ	فَاُولٰٓئِكَ	مَعَ الَّذِيْنَ
اور جو	اطاعت کرے گا	اللہ کی	اور ان رسول کی	تو وہ لوگ	ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے

اَنۡعَمَ	اللّٰهُ	عَلَيۡهِمۡ	مِّنَ النَّبِيّٖنَ	وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ	وَالشُّهَدَآءِ 681
انعام کرے گا	اللہ	جن پر	نبیوں میں سے	اور کامل سچوں میں سے	اور شہیدوں میں سے

وَالصّٰلِحِيۡنَ ۚ	وَحَسُنَ	اُولٰٓئِكَ	رَفِيۡقًا ؕ۶۹	ذٰلِكَ الۡفَضۡلُ
اور نیک لوگوں میں سے	اور اچھے ہوئے	وہ لوگ	بطور رفیق کے	یہ فضل

مِنَ اللّٰهِ ؕ	وَكَفٰى بِاللّٰهِ	عَلِيۡمًا ۧ ۷۰
اللہ (کے پاس) سے ہے	اور کافی ہے اللہ	بطور جاننے والے کے

نوٹ۔1

پیچھے آیت نمبر۔60 سے منافقین کے طرز عمل کے متعلق سلسلۂ کلام کا آغاز ہوا تھا۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔66 میں انہی کے متعلق ایک امکانی بات کہی گئی ہے کہ ان سے شریعت پر ہی عمل نہیں ہوتا، تو اگر ان سے دین کے لیے کسی بڑی قربانی کا مطالبہ کیا جاتا تو اس کے پورا ہونے کا کیا امکان ہے۔

نوٹ۔2

رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ میں شہادت دے چکا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ آپؐ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اور میں پانچ وقت کی نماز کا بھی پابند ہوں، زکوٰۃ بھی ادا کرتا ہوں اور رمضان کے روزے بھی رکھتا ہوں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس حالت میں مر جائے وہ انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا بشرطیکہ اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہ کرے (معارف القرآن)۔

آیت نمبر (71تا74)

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا خُذُوۡا حِذۡرَكُمۡ فَانۡفِرُوۡا ثُبَاتٍ اَوِ انۡفِرُوۡا جَمِيۡعًا ۝۷۱ وَاِنَّ مِنۡكُمۡ لَمَنۡ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنۡ
اَصَابَتۡكُمۡ مُّصِيۡبَةٌ قَالَ قَدۡ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَىَّ اِذۡ لَمۡ اَكُنۡ مَّعَهُمۡ شَهِيۡدًا ۝۷۲ وَلَئِنۡ اَصَابَكُمۡ فَضۡلٌ مِّنَ اللّٰهِ
لَيَقُوۡلَنَّ كَاَنۡ لَّمۡ تَكُنۡۢ بَيۡنَكُمۡ وَبَيۡنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيۡتَنِىۡ كُنۡتُ مَعَهُمۡ فَاَفُوۡزَ فَوۡزًا عَظِيۡمًا ۝۷۳ فَلۡيُقَاتِلۡ فِىۡ
سَبِيۡلِ اللّٰهِ الَّذِيۡنَ يَشۡرُوۡنَ الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا بِالۡاٰخِرَةِ ؕ وَمَنۡ يُّقَاتِلۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ فَيُقۡتَلۡ اَوۡ يَغۡلِبۡ فَسَوۡفَ
نُـؤۡتِيۡهِ اَجۡرًا عَظِيۡمًا ۝۷۴ ﴾

ن ف ر

(ض) **نَفَرًا** (۱) کسی اہم کام کے لیے نکلنا جیسے سفر یا جنگ کے لیے۔ ﴿ وَقَالُوۡا لَا تَنۡفِرُوۡا فِى الۡحَـرِّ ؕ قُلۡ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ ﴾ (9/التوبۃ:81) ''اور انہوں نے کہا مت نکلو گرمی میں۔ آپؐ کہہ دیجیے جہنم زیادہ سخت ہے بلحاظ گرمی کے۔''

(۲) نَفَرَ عَنۡهُ۔ کسی چیز سے دور بھاگنا۔ نفرت کرنا۔ بدکنا۔

اِنۡفِرۡ فعل امر ہے تو نکل۔ آیت زیر مطالعہ۔

نُفُوۡرٌ فُعُوۡلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ انتہائی بیزاری۔ نفرت۔ ﴿ وَمَا يَزِيۡدُهُمۡ اِلَّا نُفُوۡرًا ۝۴۱ ﴾ (17/بنی اسرائیل:41) ''اور یہ زیادہ نہیں کرتا ان کو مگر نفرت میں۔''

نَفَرٌ — کسی کام کے لیے نکلنے والی چھوٹی جماعت۔ پھر ہر چھوٹی جماعت کے لیے عام ہے۔﴿ وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ ﴾ (46/الاحقاف:29) ’’اور جب ہم نے پھیرا آپؐ کی طرف جنوں میں سے ایک جماعت کو۔‘‘

681

نَفِيْرٌ — مستقل جماعت۔ جتھا۔﴿ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ۝ ﴾ (17/بنی اسرائیل:6) ’’اور ہم نے مدد کی تمہاری مال سے اور بیٹوں سے اور ہم نے کر دیا تم کو سب سے زیادہ بطور جتھے کے۔‘‘

(استفعال) اِسْتِنْفَارًا — ڈر کر بھاگ جانا۔ بدکنا۔

مُسْتَنْفِرٌ — اسم الفاعل ہے۔ بدکنے والا۔﴿ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ۝ ﴾ (74/المدثر:50) ’’گویا کہ وہ بدکنے والے گدھے ہیں۔‘‘

ث ب ی

(ض) ثَبْيًا — جمع کرنا۔ اکٹھا کرنا۔

ثُبَةٌ — ج ثُبَاتٌ۔ اکٹھا کیا ہوا گروہ۔ جماعت۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ب ط ء

(ک) بِطَاءً — سست ہونا۔ دیر لگانا۔

(تفعیل) تَبْطِيْئًا — (1) جان بوجھ کر دیر لگانا۔ (2) دوسروں کو سست کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

ثُبَاتٍ اور جَمِيْعًا دونوں حال ہونے کی وجہ سے حالتِ نصب میں ہیں۔ شَهِيْدًا، كَانَ کی خبر ہے۔ لَيَقُوْلَنَّ کا مقولہ يٰلَيْتَنِيْ سے فَوْزًا عَظِيْمًا تک ہے۔ درمیان میں كَاَنْ لَّمْ سے مَوَدَّةٌ تک جملہ معترضہ ہے۔ مَوَدَّةٌ مبتداء مؤخر نکرہ ہے اور تَكُنْ کا اسم ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوا ہے، جبکہ اس کی خبر مَوْجُوْدًا محذوف ہے۔ فَاَفُوْزَ کا فا سببیہ ہے جس نے مضارع کو نصب دی ہے۔ فَلْيُقَاتِلْ فعل امر غائب ہے اور اس کا فاعل اَلَّذِيْنَ ہے۔ وَمَنْ يُّقَاتِلْ کا مَنْ شرطیہ ہے اور يُقَاتِلْ شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے۔ نُؤْتِيْهِ جواب شرط ہے لیکن سَوْفَ آجانے کی وجہ سے مجزوم نہیں ہوا۔ اگر سَوْفَ نہ آتا تو پھر یہ مجزوم ہو کر نُؤْتِهٖ آتا ہے۔

ترجمہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	خُذُوْا	حِذْرَكُمْ	فَانْفِرُوْا
اے لوگو جو	ایمان لائے	تم لوگ پکڑو	اپنے بچاؤ کے ہتھیار کو	پھر تم لوگ نکلو

ثُبَاتٍ	اَوِ	انْفِرُوْا	جَمِيْعًا ۝	وَاِنَّ	مِنْكُمْ	لَمَنْ
گروہ در گروہ	یا	تم لوگ نکلو	سب اکٹھا	اور یقیناً	تم میں سے	وہ بھی ضرور ہے جو

لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ	فَاِنْ	اَصَابَتْكُمْ	مُّصِيْبَةٌ	قَالَ
لازماً دیر لگائے گا	پھر اگر	آن لگی تم کو	کوئی مصیبت	تو وہ کہے گا

قَدْ اَنْعَمَ	اللّٰهُ	عَلَيَّ	اِذْ	لَمْ اَكُنْ	مَّعَهُمْ	شَهِيْدًا ۝
انعام کیا ہے	اللہ نے	مجھ پر	جب	میں نہیں تھا	ان کے ساتھ	موقع پر موجود

وَلَئِنْ	اَصَابَكُمْ	فَضْلٌ	مِّنَ اللّٰهِ	لَيَقُوْلَنَّ	كَاَنْ
اور اگر	آن لگے تم کو	کوئی فضل	اللہ (کے پاس) سے	681 تو وہ لازماً کہے گا،	جیسے کہ

لَّمْ تَكُنْۢ	بَيْنَكُمْ	وَبَيْنَهٗ	مَوَدَّةٌ	يّٰلَيْتَنِيْ
تھی ہی نہیں	تمہارے درمیان	اور اس کے درمیان	کوئی خیر خواہی،	اے کاش

كُنْتُ	مَعَهُمْ	فَاَفُوْزَ	فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٧٣﴾	فَلْيُقَاتِلْ
میں ہوتا	ان کے ساتھ	تب میں کامیابی پاتا	ایک شاندار کامیابی	پس چاہیے کہ جنگ کریں

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	الَّذِيْنَ	يَشْرُوْنَ	الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا	بِالْاٰخِرَةِ ؕ
اللہ کی راہ میں	وہ لوگ جنہوں نے	بیچ دیا	دنیا کی زندگی کو	آخرت کے بدلے

وَمَنْ	يُّقَاتِلْ	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	فَيُقْتَلْ	اَوْ	يَغْلِبْ	فَسَوْفَ
اور جو	جنگ کرے گا	اللہ کی راہ میں	پھر وہ قتل کیا گیا	یا	غالب آیا	تو عنقریب

نُؤْتِيْهِ	اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٧٤﴾
ہم دیں گے اس کو	ایک عظیم بدلہ

آیت نمبر (75 تا 76)

﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ
رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ
نَصِيْرًا ﴿٧٥﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا
اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿٧٦﴾ ع﴾

ترکیب

فِيْ سَبِيْلِ پر عطف ہونے کی وجہ سے اَلْمُسْتَضْعَفِيْنَ حالتِ جرّ میں آیا ہے اور یہ اسم المفعول ہے۔ مِنْ بیانیہ ہے۔ اَلرِّجَالِ، وَالنِّسَاءِ، وَالْوِلْدَانِ شرح ہے اَلْمُسْتَضْعَفِيْنَ کی۔ كَانَ ضَعِيْفًا آفاقی صداقت کا بیان ہے اس لیے كَانَ کا ترجمہ حال میں ہوگا۔

ترجمہ

وَمَا لَكُمْ	لَا تُقَاتِلُوْنَ	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ
تمہیں کیا ہے	(کہ) تم لوگ جنگ نہیں کرتے	اللہ کی راہ میں	اور ان لوگوں کے لیے جو کمزور ہیں

مِنَ الرِّجَالِ	وَالنِّسَآءِ	وَالْوِلْدَانِ	الَّذِيْنَ	يَقُوْلُوْنَ	رَبَّنَآ
مردوں میں سے	اور عورتوں میں سے	اور بچوں میں سے	جو لوگ	کہتے ہیں	اے ہمارے رب

اَخْرِجْنَا	مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ	الظَّالِمِ	اَهْلُهَا ۚ	وَاجْعَلْ	لَّنَا
تو نکال ہم کو	اس بستی سے	ظالم ہیں	جس کے لوگ	اور تو بنا	ہمارے لیے

مِنۡ لَّدُنۡكَ	وَلِيًّا ۚ	وَّاجۡعَلۡ	لَّنَا	مِنۡ لَّدُنۡكَ	نَصِيۡرًا ؕ
اپنے پاس سے	کوئی کارساز	اور تو بنا	ہمارے لیے	اپنے پاس سے	681 کوئی مددگار

اَلَّذِيۡنَ	اٰمَنُوۡا	يُقَاتِلُوۡنَ	فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ۚ	وَالَّذِيۡنَ
جولوگ	ایمان لائے	وہ لوگ جنگ کرتے ہیں	اللہ کی راہ میں	اور جنہوں نے

كَفَرُوۡا	يُقَاتِلُوۡنَ	فِىۡ سَبِيۡلِ الطَّاغُوۡتِ	فَقَاتِلُوۡۤا
کفر کیا	وہ لوگ جنگ کرتے ہیں	طاغوت کی راہ میں	پس تم لوگ جنگ کرو

اَوۡلِيَآءَ الشَّيۡطٰنِ ۚ	اِنَّ	كَيۡدَ الشَّيۡطٰنِ	كَانَ ضَعِيۡفًا ۚ
شیطان کے کارندوں سے	یقیناً	شیطان کی چالبازی	کمزور (ہوتی) ہے۔

نوٹ۔1

تاریخ انسانیت شاہد ہے کہ اِس دُنیا میں انسانوں کی محدود بصیرت اور خواہشاتِ نفس پر مبنی جب بھی کوئی سوشل آرڈر رائج ہوا ہے تو اس کا نتیجہ وہ نکلا ہے جس کی طرف زیر مطالعہ آیت نمبر۔75 میں اشارہ کیا گیا ہے کہ انسان، انسان پر بالادستی حاصل کر لیتا ہے۔ ایک طبقہ دوسرے طبقے کو زمین کے ذرائع اور وسائل سے محروم کر دیتا ہے اور معاشرے میں انسانوں کے باہمی حقوق و فرائض کا توازن بگڑ جاتا ہے، جسے قرآن میں فساد کہا گیا ہے۔

آیت نمبر۔76 میں بتایا گیا ہے کہ طاغوتی طاقتوں نے ہمیشہ اپنے خود ساختہ سوشل آرڈر کی برتی کے لیے جنگ کی ہے، آج بھی کر رہی ہیں اور آئندہ بھی کرتی رہیں گے۔ اہلِ ایمان کی ذمہداری یہ ہے کہ وہ اُس سوشل آرڈر کی برتری کے لیے جنگ کریں جو انسان کے مصور (DESIGNER) اور خالق کا دیا ہوا ہے، جس میں معاشرے کے ہر طبقے کے حقوق و فرائض کے توازن کی ضمانت ہے اور یہی توازن دُنیا میں حقیقی امن وسکون کا ضامن ہے۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر۔76 میں اِس آفاقی صداقت کی بھی نشاندہی کی گئی ہے کہ شیطان کی سکھائی ہوئی طاغوتی چالیں ہمیشہ کمزور رہی ہیں اور کمزور رہیں گی البتہ اس کے لیے دو شرائط کا موجود ہونا ضروری ہے۔ اوّلاً یہ کہ یہ چالیں اہل ایمان کے مقابلے پر ہوں اور ثانیاً یہ کہ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے سوشل آرڈر کی برتری کے خلاف ہوں۔ ان دونوں شرطوں میں سے کوئی ایک بھی اگر فوت ہو جائے تو پھر شیطان کی تدبیر کا کمزور ہونا ضروری نہیں ہے۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)

نوٹ۔2

دونوں شرائط کی موجودگی میں بھی مذکورہ صداقت کے صحیح ادراک کے لیے ذہن میں یہ پہلو بھی واضح ہونا چاہیے کہ شیطانی چالوں کا کمزور ہونا فوری نتائج کے اعتبار سے نہیں بلکہ انجام کار کے لحاظ سے ہے۔ تاریخ اسلام شاہد ہے کہ اللہ کے دین (شوشل آرڈر) کی سربلندی کے لیے لڑی جانے والی کچھ جنگوں میں اہل ایمان نے ہار کر بھی بازی جیتی ہے۔ جنگِ اُحد کی شکست فتح مکہ پر منتج ہوئی ہے۔ جنگ مُوتہ میں رومیوں کی فتح ان کی ایمپائر کے زوال کا سبب بنی ہے۔ خلافت عباسیہ کے آخری دور میں مذکورہ دونوں شرطیں پوری طرح موجود نہیں تھیں، پھر بھی شیطان کو اُس نام نہاد خلاف کا وجود گوارہ نہ تھا۔ اس نے تاتار کے ہاتھوں اسے ختم کرانے کی تدبیر کی اور اللہ نے اس کی تدبیر کو کامیاب ہونے کی اجازت عطا فرمائی۔ اس وقت اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا تھا، اور شیطان تو کیا جانتا کہ یہ بغداد کا تاراج ہونا دراصل خلافت عثمانیہ کا سنگِ بنیاد رکھنے کی تقریب ہے۔ اس لیے طاغوت کی کسی وقتی کامیابی کو اِس آفاقی صداقت کا استثناء قرار دینا بھی درست نہیں ہے۔